بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ شنبہ مورخہ ۱۸ر فروری سنہ ۱۹۸۹ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۱
۲۔	رخصت کی درخواستیں۔	۲
۳۔	بجٹ برائے سال سنہ ۱۹۸۸-۸۹ء پر عام بحث۔	۳

جلد سوئم — شمارہ سوئم۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا اجلاس

مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۹ ہجری بروز شنبہ (ہفتہ) بوقت گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر زیر صدارت میر محمد اکرم بلوچ، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال۔ کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از مولانا قاری عبدالمتین اخوندزادہ"

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ
یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ
وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ط)

ترجمہ:- یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے/ جو ان کے سامنے تلاوت آیات کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں/ اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت و دانائی کی بات سکھاتے ہیں، اور اس سے قبل تو یہ لوگ بالکل گمراہی میں مبتلا تھے۔ قرآن پاک کی آیات میں اسلامی تعلیم و تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے اس سے ایک صالح اور اسلامی معاشرہ یقیناً وجود میں آتا ہے۔

(وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ) پ ع (سورۃ آلِ عمران)

جناب اسپیکر:۔ تلاوت کلام پاک کے بعد اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی (اختر حسین خان) سردار چاکر خان ڈومکی نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ ذاتی مصروفیات کیوجہ سے آج کے اور باقی دنوں کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہذا رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے

(رخصت منظور کیگئی)

سیکرٹری اسمبلی:۔ مسٹر محمد صالح بھوتانی نے درخواست دی ہے کہ وہ ۱۳ر فروری اور ۱۸ فروری کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں رخصت منظور کیجائے۔

جناب اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے

(رخصت منظور کیگئی)

بجٹ پر عام بحث

جناب اسپیکر:- آج بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء پر عام بحث کا پہلا دن ہے میں دعوت دیتا ہوں دوست محمد محمد حسنی کو کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ اور اس کے ساتھ میں ایک بات اور بتا دوں کہ ہماری اسمبلی کی لائبریری ہے اگر کوئی کتب ضرورت ہوں تو معزز اراکین وہاں سے حاصل کریں اور زیادہ توجہ بجٹ کی بحث پر مرکوز رکھیں اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے وقت ضائع نہ کریں۔ شکریہ۔

دوست محمد محمد حسنی:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

جناب اسپیکر! یہ بجٹ ۸۸-۸۹ء موجودہ منتخب حکومت کا تیار کردہ نہیں ہے بلکہ اس بجٹ کو بھی غیر منتخب نمائندوں نے تیار کیا تھا۔ اور میں یہ کہونگا کہ اس بجٹ کو چند مخصوص افراد کے لئے بنایا گیا تھا۔ لہٰذا اس بجٹ کو ہم عوامی بجٹ نہیں کہہ سکتے۔ اور اس کو خرچ کرنے کے لئے بھی (اب) چار ماہ رہ گئے ہیں اور آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ کاغذوں میں تو یہی بتایا گیا ہے کہ آٹھ ماہ کے پیسے خرچ کئے جا چکے ہیں اور بعض اسکیمات تو کاغذوں کی حد تک مکمل ہو چکی ہیں اور اب بھی بہت سی اسکیمات ایسی ہیں جن کو شروع نہیں کیا گیا ہے اور متعلقہ محکمہ سے پیسے بھی ریلیز نہیں ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ جن اسکیمات پر کام شروع نہیں ہوا ہے اور اس کے لئے پیسے بھی ریلیز نہیں ہوئے ہیں اس کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ جو اسکیمات شروع نہیں ہیں یا شروع ہونے والی ہیں ان کے لئے متعلقہ ایم پی اے سے مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ عوام کے مفاد میں ہیں ٹھیک ہے اور اگر دوسری جگہ ان کو تبدیل کرنا ہے تو وہ بھی رکن اسمبلی کے مشورہ سے کئے جائیں اور اسکی نگرانی بھی کی جائے تاکہ یہ اسکیمات کاغذی طور پر نہ ہوں بلکہ عملی طور پر ان کو مکمل کیا جائے بجٹ ۸۷-۸۸ء پر مزید بحث کرنا تو وقت کا ضیاع ہے

کیونکہ اس کے پیسے تو خرچ کیے جا چکے ہیں میں نے اس کے متعلق بھی تجاویز پیش کی ہیں ۔
جناب والا! میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چند اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں ضلع خاران ۱۸۷۰ مربع میل کے علاقے پر پھیلا ہوا ہے اور اس کی ساری آبادی منتشر ہے پیش کردہ بجٹ ۸۸ - ۸۹ء میں بتایا گیا ہے کہ پینتالیس فی صد آبادی کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا گیا ہے ۔ لیکن اگر ضلع خاران کے پانچ فی صد لوگوں کو بھی پینے کا صاف پانی فراہم نہیں ہے اس سے زیادہ نہیں ہے میری گذارش ہے کہ بلوچستان کے پسماندہ علاقوں کو اور خصوصاً دیہی علاقوں کو برابر لاکر ترقی یافتہ علاقوں کیطرح صاف پانی فراہم کیا جائے اس سلسلے میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ سے میری گذارش ہے کہ خاران کے دیہی علاقوں کیلئے پانی پر توجہ دیجائے ۔ اگر وہاں ٹیوب ویل بورنگ لگائے جائیں تو عوام کو صاف پانی میسر ہوگا ۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب نے حال ہی میں اسلام آباد میں مرکزی حکومت سے گرڈ لائن کے لئے بات کی ہے اور گرڈ لائن کی جلد تکمیل کے لئے کوشش کی جائے تو اچھا ہے امید ہے اس پر جلد کام شروع ہو سکے گا اگر خاران میں زمینداروں کیلئے بجلی فراہم کی جائے خاران ایک زرعی علاقہ ہے اگر اسے بجلی اور سہولیات فراہم کی جائیں سارے بلوچستان کو بجلی فراہم کر سکتا ہے ۔ اور میری اس بات میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ وہاں کافی گندم پیدا ہوتی ہے ۔

جناب اسپیکر! بلوچستان میں صحت کے سلسلہ میں میری ایک تجویز ہے ۔ ہر ضلع میں بیسک ہیلتھ سنٹر اور ایک سول ڈسپنسری دیں اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں دو سول ڈسپنسریاں اور بیسک ہیلتھ یونٹ انتہائی ناکافی ہیں ۔ میری تجویز ہے کہ سالانہ ہر ڈسٹرکٹ کو دو سول ڈسپنسریاں اور دو بی ایچ یو دیا جائے ۔ تاکہ دیہی علاقوں کا صحت کا مسئلہ حل ہو جائے اسطرح تعلیم کے بارے میری تجویز ہے کہ روشنی اسکول اور مساجد اسکولوں کی سالانہ منظوری ہو اور ان میں سالانہ منظور شدہ اسکیموں کے لئے پچاس فیصد عمارات تعمیر ہوں اور ہر ضلع میں دو مڈل اسکول قائم کیے جائیں ۔ اور ایک ہائی اسکول قائم ہو ۔ کیونکہ موجودہ بجٹ میں ایک ایک مڈل اور ایک ایک ہائی سکول دیا گیا ہے ۔ یہ ہو جائے تو کافی ہوگا ۔ اس پر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر :- دوست محمد محمد حسنی کے بعد اب میں دعوت دیتا ہوں جناب محمد خان باروزئی صاحب کو کہ تقریر فرمائیں۔

سردار محمد خان باروزئی :- جناب اسپیکر! بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جیسے یہ بجٹ غیر منتخب لوگوں کا بنایا ہوا ہو۔ اور اس بجٹ کے پڑھنے سے فوری احساس یہ ہوتا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کی دل شکنی اور مایوسی ہوگی اگرچہ لوگوں کے دل رکھنے کیلئے وزیر خزانہ نے یہ خوشخبری ضرور سنائی ہے کہ ہم بیس فیصد بچت کریں گے۔ اور ہم اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اس طرح بیس فیصد بچت کے بعد ہم خسارے میں کچھ رقم دیکھنے کی اہل ہو سکیں گے۔ میں اس ضمن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ یہ بجٹ ایک پرانی ٹرم ہے میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ لانے والے لوگ یا بجٹ تیار کرنے والے لوگ اسے ایک ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں بچت وغیرہ تو ہوتی نہیں ہے۔ بلکہ ضمنی بجٹوں کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ اگر بچت ہوتی تو شاید ضمنی بجٹوں کی ضرورت کم پیش آتی۔ ضمنی بجٹ پیش ہونے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ بجٹ جس میں موجودہ بجٹ کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ بجٹ پوری نہیں ہو سکی۔ بلکہ خاطر خواہ اخراجات اس سے بڑھ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر خزانہ صاحب کی تقریر سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جس طرح سے ۸۸-۱۹۸۹ کے بجٹ کے لئے کہا ہے کہ یہ ان کا بجٹ نہیں ہے بلکہ تیار بجٹ انہیں ملا ہے۔ اسمیں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ اس ۸۷-۱۹۸۸ء کے بجٹ کی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ 89-1988 کا جو بجٹ ابھی آیا ہے۔ اس کے بھی دو چار ماہ باقی ہیں۔ اس طرح سے تہائی عرصہ گذر چکا ہے اور باقی چار ماہ باقی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ ہم بہت قلیل مدت میں تھوڑے سے وقت کیوجہ سے ہم مالی یا ترقیاتی پالیسی پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ میری اطلاع کے مطابق ہم اس بجٹ کو اسوقت نہ لاتے جب تک کچھ اور انتظام نہ کر لیتے تو شاید کوئی آئینی اور

قانونی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سپریم کورٹ نے کراچی میں اپنے اجلاس میں یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ مکمل اور متصل عرصہ تک اور اس فیصلہ تک یا اعلان ہونے تک بلوچستان گورنمنٹ مجموعی اخراجات کے فنڈز سے خرچ کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑے سے دنوں کے توقف سے یہ ہوتا ہے کہ اپنی ترقیاتی اور مالیاتی پالیسی بھی اپنے ساتھ ہی لے آتے جو ممکن نہ ہو سکا اس لئے افسوسناک ہے

جناب اسپیکر! اب میں اس بجٹ کی طرف آؤں گا جس طریقے سے اسے میں نے دیکھا ہے۔ آئٹم وائز اپنی رائے کا اس پر اظہار کروں گا۔

نمبر I وزراء کے اخراجات کیلئے اس ضمن میں ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اخراجات لامحالہ اس عرصہ تک بھی اسے ہم اپ ٹو ڈیٹ رے Debt Service سروس نہیں رکھتے یہ اخراجات اسوقت بھی بڑھ چکے ہونگے اور یہ مزید بڑھیں گے اس سلسلہ میں ایسی کوشش ہونی چاہیے جیسا کہ وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم کوشش کریں گے کہ کچھ بچت کر کے دکھائیں۔ اس سے یہ رقم کم از کم بڑھنے نہ پائے۔

نمبر ۲۔ ڈیمانڈز اور گرانٹس ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات تیس لاکھ روپے سیکرٹ سروس فنڈز کے طور پر رکھے گئے۔ اور اس فنڈز کو میں آپریٹ بھی کر تا رہا ہوں۔ نئے سال میں چار ماہ باقی ہیں۔ اگر اس فنڈ کو جون تک ملتوی کر دیا جاتا تو اس سے کوئی بڑا خلفشار یا کوئی بڑا واقعہ پیش نہ آتا۔ اس میں جو بچی کھچی رقم تھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ خسارہ پورا کرنے کیلئے استعمال ہوتی۔ تو یہ زیادہ بہتر بات ہوتی۔

اوقاف کے سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کیلئے اٹھائیس لاکھ چہتر ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں اس محکمہ کے بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ اپنی آمدنی کے طور پر صرف اکتالیس ہزار روپے صوبائی محکمہ کو دیتا ہے اور جس پر خرچ کرنے کے لئے اٹھائیس لاکھ چہتر

ہزار روپے درکار ہیں میں سمجھتا ہوں چونکہ ہمارے پاس بلوچستان میں محکمہ اوقاف کے پاس آمدنی تو ہے نہیں لہٰذا اس پر اتنی بڑی رقم خرچ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ یہ زیارتیں خانقاہیں اور مزارات وغیرہ کے لوگوں کو ٹرانسفر کر دیئے جاتے تو محکمہ اوقاف پر شاید آتنی بڑی رقم خرچ نہ کرنا پڑتی غالباً اس کی ضرورت پیش ہی نہ آتی ۔

جناب اسپیکر! اس کے بعد میں محکمۂ امداد باہمی یعنی کواپریٹیو سوسائٹیز کیطرف آتا ہوں ۔ جناب والا! اس محکمہ کے لیئے پینتالیس لاکھ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے جبکہ گذشتہ آٹھ سالوں سے میری معلومات کیمطابق اس محکمہ نے اپنی کارگزاری ثابت نہیں کی ہے محکمہ نے ان آٹھ سالوں میں نہ تو کوئی کواپریٹیو سوسائٹی کو رجسٹر کیا ہے اور نہ ہی ضرورتمندوں کو قرضہ جات جاری کئے ہیں اور نہ ان لوگوں سے جن کے ذمہ اس محکمہ کا قرضہ تھا ابھی تک اسکی وصولیابی نہیں کی گویا اب یہ ہے کہ ان کواپریٹیو سوسائٹیز کو سالانہ چالیس یا پینتالیس لاکھ کا نقصان ہے اور اب انکو پھر اتنی ہی رقم گرانٹ کے طور پر دے دیجائے ۔ جناب اسپیکر ۔ اسطرح یہ کل روپیہ تقریباً ایک کروڑ بن جاتا ہے ۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ اس محکمہ کو قائم رکھنا چاہیئے اسکی کوئی جسٹیفیکشن نہیں اتنے بڑے خرچ کے مقابلے میں ۔

جناب اسپیکر! ڈیبٹ انوسٹمینٹ فنڈ سروسز کے بارے میں عرض کرتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ یہ ڈیبٹ سروسنگ ایک عجیب آفت اور اژدہا ہے جس کے پیٹ میں جتنا ڈالو اتنا ہی کم ہے نظر تو یہ آتا ہے کہ نوے کروڑ تہتر لاکھ روپے جو بتائے گئے ہیں یہ بہت زیادہ رقم ہے میں سمجھتا ہوں کہ مالی سال کے اختتام تک شاید ایک ارب روپے تک پہنچ جائے ۔ اس رقم کے اندر اس کا سود بھی شامل ہے گویا جو سودی رقم ہم سے مانگی جا رہی ہے وہ نوے کروڑ تہتر لاکھ کی صورت میں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اسکے مداوا کی کوئی صورت ہونا چاہیئے ۔ اتنے بھاری رقم پسماندہ غریب صوبہ کیلئے ہر سال دینا پڑتی ہے ۔ لہٰذا اسکا کوئی مداوا ہونا چاہیئے ۔ جو میں سمجھتا ہوں اسی طور پر ہو سکتا ہے ہمارے پاس جو صنعتیں ہیں ہمارے پاس سوئی گیس کے

دولت ہے کیونکہ کے ذخائر ہیں انکو اس طریقہ سے باہمی مشورہ سے ہینڈل کرنا چاہیئے کہ سودی کاروبار کی لعنت سے کسی طریقہ سے چھٹکارا حاصل ہو جائے اور یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

جناب اسپیکر! قرطاس ابیض کے صفحہ بیس پر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ صوبہ میں پولیس پر چالیس کروڑ آٹھ کروڑ لاکھ روپیہ صرف کیا جارہا ہے کم از کم اسمیں یہی بتایا گیا ہے ۔ جناب والا! یہ ایک خطیر رقم ہے پولیس بھی ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے لیکن جیسا کہتے ہیں کہ ہم سے "خوگر تھوڑا سا گلہ بھی سن" اسلئے ان سے تھوڑا سا گلہ بھی ضرور کریں گے میں بلوچستان گورنمنٹ سے کہونگا پولیس کو یہاں بڑی مشکلیں ہیں اس صوبہ میں منشیات کی اسمگلنگ اسلحہ کی اسمگلنگ ایسے مسائل ہیں جن پر قابو پانے کیلئے اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے باوجود کامیابی نہیں ہوسکی تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا وہ بنایا کیا سوچکر آشیاں اپنا! ہم کس طرح اتنی خطیر رقم کے بغیر ان لوگوں کے حوالہ کردیں ان میں سے کتنی لیکیج (Leakage) والی ہوگی انکی پبلک کارکردگی کو کس حد کے پیمانے تک پہنچایا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ چالیس کروڑ آٹھ لاکھ روپے کی رقم بغیر کسی حساب کے انکے حوالے کردی جائیگی آیا کوئی پوچھ گچھ کی بات نہیں آئے گی؟ حساب کی نوبت نہیں آئے گی؟ میں سمجھتا ہوں پھر ایک ضمنی بجٹ آئے گا پھر یہ مد اسمیں شامل ہوگی لہذا میری بلوچستان گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ اسکا کوئی نہ کوئی علاج کوئی مداوا سوچا جائے ۔جناب والا! قرطاس ابیض کے انتیس پر پرائمری اسکول اور مسجد اسکولوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ دو سو نئے پرائمری اسکول کھولے جائیں گے جبکہ مسجد اسکولوں کی تعداد چار سو بتلائی گئی ہے یعنی مذکورہ اسکول کھولے جارہے ہیں اس کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے ۔ میں معذرت کے ساتھ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے بغیر یہ عرض کروں گا کہ پرائمری اسکول کھولنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ مسجد اسکول یا نئی روشنی اسکول یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ۔ جناب والا! اے وے کرہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ اسکول خانوں اور آمروں کے لئے ایک

جنگل کی مانند تھے جہاں یہ آمر و خائن واردا تیں کرنے کے بعد ان کے اندر چھپ جاتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم شریعت آرڈیننس لائیں گے ہم یہ لائیں گے وہ لائیں گے ہم نے شریعت لانے کیلئے مسجد اسکول کھولے نئی روشنی اسکول کھولے ہیں ہم اسلام کی اتنی خدمت کر رہے ہیں ہم وطن دوست ہیں۔ تو میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ وہ مسجد اسکولوں کا ڈھنڈورا پیٹتے تھے بلکہ وہ تو بین الاقوامی طور پر بھی دنیا میں اس ڈھنڈورا پیٹتے تھے بلکہ ایک سابقہ وزیراعظم بھی جب ملک سے باہر دورہ پر جاتے تھے تو مسجد و روشنی اسکول کا ذکر ضرور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جی ہم نے ملک سے ہنگامی حالات ختم کئے لیکن ان کا انجام بر طرفی کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ اس طرح ہم بھی خوش نہیں ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں پرائمری اور مسجد اسکول اگر کھولنا لازمی ہے تو کم اسکول کھولنے چاہئیں لیکن وہ تعلیمی استعداد کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جائے تعلیم کا معیار بڑھانے کی کوشش کیجائے۔ اس لئے کہ تعلیم کے میدان میں ہم بہت زیادہ پیچھے ہیں ہمارے بچے بی اے ایم اے ڈبل ایم اے اور ایم ایس سی بھی ملتے ہیں لیکن انکی تعلیمی استعداد کیا ہے میں نہیں بتا سکتا۔ آپ سب لوگ اس سے واقف ہیں میری گذارش ہے کہ تعلیمی اداروں کی استعداد بڑھانے کے لئے اساتذہ کی صحیح ٹریننگ ہونا چاہیئے۔ جوان اسکولوں میں اور اداروں میں پڑھا سکیں تعلیم کی طرف توجہ دیتے ہوئے تعلیم کے میدان میں غیر طبقاتی فضا کی تعلیم کو رائج کیا جائے اور اس تعلیم کو رائج کرنے میں جتنا بھی خرچ آتا ہے اور یہ اسمبلی اس خرچ کی متفقہ طور پر تائید کرے اور منظوری دے اس سلسلے میں مزید یہ کہونگا کہ غیر طبقاتی تعلیم نظام رائج کرنے کے بعد اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ کم از کم پرائمری کی تعلیم تک ہر علاقے میں ان کو تعلیم اپنی مادری زبان میں ملنا چاہیئے۔ جناب والا! چونکہ تعلیم کی بات چل رہی ہے اور تعلیم کے سلسلے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا تعلیمی معیار بہت پست ہے اور باقی صوبوں میں بھی یہی حالت ہوگی لیکن ہمارے ہاں تو اس سے بھی کچھ زیادہ مختلف حالات ہیں امتحانی مراکز میں تشدد ہوتا ہے سیاست چلتی ہے نقل بھی ہوتی ہے اور ہمارا معیار تعلیم بہت گر چکا ہے جب کہ ہم اپنے تعلیمی معیار

کو سنبھالے بغیر زندگی کے کسی شعبے میں خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے میری گذارش
ایک تجویز کیصورت میں ہے کہ تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دینے کے لئے اور آنے والی نسلوں کو
آج کی اور مستقبل کی ذمہ داریاں قبول کرانے کے لئے اس کی تربیت اور تعلیم ایسی ہونا چاہیے
کہ ہمارے تمام مسائل حل ہو سکیں۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے وزیر تعلیم تو اپنی جگہ پر لیکن
ہمیں ایک بہت پڑھے لکھے ایجوکیشنیٹ کی خدمات ہمیں حاصل کرنا چاہئیں اس ایجوکیشنٹ کے لئے
یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ بلوچستان سے ہو پنجاب سے ہو یا سندھ سے یا صوبہ سرحد سے ہو
اس پر جتنا ہم خرچ کر سکتے ہیں منگوائیں میں اتنا کہنے کی بھی جسارت کرونگا کہ ایسا کمپیٹنٹ
ایجوکیشنسٹ (Competent educationist) باہر سے اور بہت بڑی رقم خرچ کرنے کے
بعد بھی ضرور لائیں اس کو محکمہ تعلیم میں ایڈوائیزر لگانا چاہئیے اور اس کا عہدہ وزیر کے برابر
رکھا جائے ایسے کمپیٹنٹ آدمی کو ضرور منگانا چاہئیے۔

حضور والا! اس کے بعد میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے متعلق عرض کرونگا کہ اس میں
محکمہ نے ۲۰ لاکھ روپے مکانات کی تعمیر کے لئے اور تیس کروڑ چھتیس لاکھ روپے سڑکوں کی
تعمیر کے سلسلے میں رکھے گئے ہیں میں ان کے متعلق بات کرنا چاہوں گا اگر دیکھا جائے کہ مکانات
اور سڑکیں ماضی میں بنتی رہی ہیں اور جس طرح ان کا معیار رہا ہے جب کوئی نیا کوارٹر یا
نئی بلڈنگ تعمیر ہو جاتی ہے تو آپ اس دیوار پر ہاتھ پھیر کر دیکھیں تو ریت جھڑتی ہے اور اس کو
پورا سال نہیں ہوتا ہے اس کی مرمت کے لئے دوبارہ بجٹ میں رقم رکھی جاتی ہے یہ کارکردگی بڑی
افسوسناک ہے اسے سنبھالنا ہوگا اس سلسلے میں سخت اقدامات کرنا ہونگے تاکہ حکومت کے اس
پیسے کا ضیاع ممکن نہ ہو سکے۔ اب چونکہ سڑکوں کی تعمیر کی بات ہو رہی تھی میں اس سلسلے میں گذارش
کروں گا اور معذرت خواہ ہوں اگر اپنے حلقے کے متعلق زیادہ نہ بول سکا پھر بھی کچھ گذارشات ہیں سبی
کی سڑکوں کے لئے تیس لاکھ رکھے گئے ہیں پورا سال گزر گیا ہے باقی چار مہینے ہیں اس میں صرف دو لاکھ روپے
کا مطالبہ کیا گیا ہے میں اس سلسلے میں کہونگا اگرچہ میں زیادہ ٹیکنیکل آدمی تو نہیں ہوں لیکن اس دو

لاکھ روپے سے بستی شہر کی کوئی بڑی سڑک بھی مکمل نہیں ہو سکے گی شہر بستی کی سڑکوں کی حالت میں بہت خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ایک مرتبہ جلسے کے موقع پر میں نے دیکھا کہ کچھ پیسے انہوں نے حکومت سے لئے سڑک تھی اس کے کھڈے پتھروں سے بھر دئیے اور اس کے بعد معمولی سے لک بارکول تار کا چھڑکاؤ کر دیا گیا۔ سپیسفکیشن کے مطابق کوئی بات نہ تھی چھڑکاؤ کر دیا گیا چورا بجری ڈال دی گئی رنگ کو بدل کر اس پر رولر پھیر دیا گیا اس طرح سے سڑک کی تعمیر کر دی اور پھر جب بستی کا میلہ گذر گیا جو انہوں نے کوٹنگ کی تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ اس قسم کے واقعات اور ان کا اعادہ اور تکرار نہیں ہونا چاہئیے اس پر مضبوط ہاتھوں سے قابو پانے کی کوشش کی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی بڑی مچھلیاں اپنا شکار ڈھونڈ لیں گی۔

جناب اسپیکر! بستی شہر کے سڑکوں کی بات چل رہی ہے تو ان سڑکوں کے لئے تو صرف دو لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں بستی شہر کے اندر اطراف میں گلی کوچے اور سڑکوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے ان گلیوں اور کوچوں میں جاکر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نالیاں اور ان کے کنارے ٹوٹ چکے ہیں بدبو ہے یہ نالیاں مچھر اور مکھیوں کی پناہ گاہیں بن گئی ہیں کوئی آدمی بغیر رومال ناک پر لئے ہوئے اپنی حویلی میں چل پھر نہیں سکتا سوائے اس کے کہ گرے میرا چلا جائے۔ وہ قابل دید ہیں ان دو لاکھ سے تو بستی کے سڑکوں کی مرمت کر دی جائے گی مگر یہ نالیاں میونسپل کمیٹی کی حد سے باہر چلی گئی ہیں اس کی وجوہات بہت سی ہیں لیکن ان پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں رقم کی ضرورت ہے اس سے نالیوں کی تعمیر ہونی چاہئیے۔

اس کے بعد دیہی ترقی کی مد ہے۔ جس میں آٹھ کروڑ سینتالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں میں دیہی ترقی کے سلسلے میں عرض کرونگا کہ دیہاتوں کے تو ہم بھی رہنے والے ہیں آپ بھی رہنے والے ہیں دیہاتوں میں رورل ہیلتھ سنٹر اور دیہی شفاخانے ہیں ان کے علاوہ دیہی ترقی کے لئے جو ضروری چیزیں ہیں یہ ضروری ادارے ہیں وہ تو نظر نہیں آتے ہیں پھر

اس کے لئے اتنی زیادہ رقم رکھ دی گئی ہے اس کے بعد کیا گارنٹی ہے کہ آٹھ کروڑ سینتالیس لاکھ روپے اس کی ترقی کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ نظر آئیں گے اور وہی ترقی کے سلسلے میں پیش رفت ہوگی۔ اس سلسلے میں بھی دیکھنا ہوگا۔

جناب والا! اس کے بعد تیرہ محکمے بی ڈی اے اور کیو ڈی اے کے ہیں۔ بی ڈی اے کیلئے ستر لاکھ روپے اور کیو ڈی اے کے لئے دو کروڑ اٹھتر لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ کہنا چونکہ لازمی ہوگیا ہے اس لئے آدمی کہتا ہے کہ ان محکموں کی مجموعی کارگذاری ماضی میں کیا رہی ہے یہاں عام لوگوں کی زبانوں پہ بات ہے کہ کیو ڈی اے۔ نے سٹیلائٹ ٹاؤن میں بیت الخلاء اور جہاں بسیں کھڑی ہوتی تھیں وہ تک لوگوں کو الاٹ کردی گئی۔ اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کی اجازت دینے کے بعد آپ کا یعنی ٹریژری بنچیز کا یہ فرض ہے کہ ان پر نظر رکھیں۔ ملک کے لوگوں کو بھی اور اسی اسمبلی کے اندر بھی ہمیں یہ محسوس کرائے کہ کوئی ان کی نگرانی کررہا ہے۔ ایک چیز جو میں بھول گیا وہ ہے سبی تلی روڈ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے وہ ایک نیم پختہ جیسا روڈ ہے۔ بلڈوزر کھلی ہوئی بجری اور بڑا پیسہ ضائع کرنے کے بعد اسے ٹھیک کردیا جاتا ہے۔ اس روڈ پر کئی بسیں چلتی ہیں۔ تلی شہر سبی شہر کے بعد یا یوں کہہ لیجئے۔ دوسرا بڑا گاؤں یا قصبہ ہے۔ بلکہ قصبہ کہہ لیجئے اسے یہ روڈ بہت عرصہ سے ابھی رہی ہے۔ کبھی پتہ چلتا ہے کہ یہ روڈ رکھنی سے بارکھان کھوہلو۔ کاھان یا اس طرف سے یہ روڈ شروع کیا جائے گا اور پھر تلی کے آگے سبی تک پہنچایا جائے گا ویسے مجھے معلوم ہے کہ روڈ کا بننا اس طرف سے کتنا مشکل ہے اور دشوار ہے۔ اگر وہ سب کچھ مکمل نہیں کیا جاسکتا تو سبی تک۔ خورد گاؤں تک تو وہ روڈ بلیک ٹاپ ہے آگے۔ تقریباً بارہ میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اسے تلی تک تو بلیک ٹاپ کردیا جائے۔ تلی میں بہت بڑی آبادی ہے۔ جو اس سے مستفید ہوگی۔ اس روڈ پہ کئی بسیں بھی چلتی ہیں یہ میری تجویز تھی۔ اس کے بعد میں اپنے حلقہ نیابت کی طرف آؤنگا۔ ۷۷-۴-۲۳ کو راجہ احمد خان ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے کمشنر سبی کو ایک خط لکھا کہ چلتن

گھی مل سبی میں لگائی جائے جسکی منظوری اسوقت کے مرحوم وزیر اعظم صاحب نے دی تھی ۳۰-۴-۷۷ء کی بات تھی اس دوران ہوا اہم واقعہ ہوا وہ مضحکہ خیز اور ظالمانہ ڈرامہ کھیلا جانے والا تھا۔ کمشنر صاحب کو یہاں تک کہا گیا سبی میں اس کے لئے سائیٹ دیکھیں جہانتک میری معلومات میں وہ نہیں ہو سکا کیونکہ اس کے بعد ۷ جولائی ۱۹۷۷ کو اسوقت کے چیف سیکریٹری نصر من اللہ نے ڈی او لکھا انہوں نے اس میں بتایا کہ ایم ایل اے بلوچستان سے سی ایم ایل اے کی بات ہوئی ہے۔ اور سی ایم ایل اے نے کہا ہے کہ یہ فیکٹری اس لئے نہیں لگے گی کہ ڈیرہ مراد جمالی نزدیک ہے۔ اس سلسلہ میں آپ سے گذارش ہے کہ سبی کا علاقہ ہر طرح سے اور ہر طور پر پسماندہ اور قابل رحم حالت میں ہے۔ وہاں کوئی سائیڈ پروفیشن نہیں ہے معاشی حالت بھی بہت ابتر ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرونگا کہ گھی مل وہاں لگائی جائے۔ جس سے وہاں کے لوگوں کو ایک بڑی تعداد میں روزگار فراہم ہو سکتا ہے اور ہمیں ہرنائی کا تجربہ بتاتا ہے کہ ہرنائی میں وولن ملز نے ہرنائی کے لوگوں کی معاشی حالت بدل دی اس طرح سبی کے مفلوک الحال اور تباہ شدہ اقتصادیات کے تنکار لوگوں کی زندگیاں اس مل کے لگنے سے بدل جائیں گی۔ اگر وہاں پر گھی مل لگ جائے تو لوگوں کی حالت بدل سکتی ہے۔ جبکہ اس گھی مل کی سینکشن وزیر اعظم نے دی تھی۔ اور پھر مارشل لانے آکر اسے ختم کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مارشل لار میں گھی مل نہ ڈیرہ مراد جمالی میں لگ سکا اور نہ ہی سبی میں لگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کی سوچ اور فکر مثبت ہو تو ہمیں مارشل لاء کا دور جیسے ہمیں بھول جانا چاہیئے ہمیں از سر نو ۴ جولائی ۱۹۷۷ء سے شروع کرنا چاہیئے اور اس گھی مل کو یہاں سبی میں لگانا چاہیئے جناب والا! سبی کی ایک مشکل اور ہے۔ سبی کی جتنی زمینیں ہیں وہ تین چوتھائی پانی کی زد سے باہر ہیں۔ وہاں پانی آسمان سے اترتا ہے اور پورا نہیں پڑتا بلوچستان صوبہ بننے سے بھی پہلے کی بات ہے۔ بیسک ڈیموکریسی کے زمانے میں ریجنل کونسل ہوا کرتی تھی جس میں نے ایک ممبر کی حیثیت سے اسکے متعلق آواز اٹھائی تھی۔ سبی کا جاری پانی ندی ناڑی سے آتا ہے۔ لیکن ندی ناڑی سیلابی ندی ہے۔ بارشوں

کے زمانے میں اس میں بہت بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ اسی آبی جاری نہر کے متوازی ایک فلیٹ کینال بنا دی جائے تو وہ جو ہماری تین چوتھائی زمینیں ہیں میں سے ایک چوتھائی اس پانی سے آباد ہوتا ہے باقی ہمارے تین چوتھائی زمینیں رہ جاتی ہیں۔ اگر مستقل سیلابی نہ ہو جائے اور ناڑی میں اپنے وقت پر سیلاب آتے رہیں اور پانی جاتا رہے پھر ہمیں اتنا زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کہ نیچے کبھی کسے لوگ اس پر اعتراض کریں اور متوازی نہر سے ان زمینوں کو ہم اچھے طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر! میری یہ گذارشات تھیں بجٹ کے سلسلہ میں جبکہ کچھ میری اپنی گذارشات تھیں جو میں نے پیش کیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر! سردار محمد خان باروزئی صاحب کے بعد اب صابر علی بلوچ صاحب کی باری ہے لیکن وہ چونکہ ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے میں مسٹر صادق علی عمرانی صاحب سے کہوں گا کہ وہ بجٹ پر اپنی تقریر فرمائیں۔

مسٹر صادق علی عمرانی:- جناب اسپیکر! میں نے اس سلسلے میں کل کے لئے تیاری کی ہوئی ہے لہذا میں کل اس پر بولوں گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:- ان کے بعد مسز رضیہ رب صاحبہ کو دعوت دوں گا کہ وہ بجٹ پر اظہار خیال فرمائیں۔

مسز رضیہ رب:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر۔ شکریہ۔

بجٹ پر مدلل اور مفصل باتیں ہوتی رہیں گی ۔ اگرچہ آپنے مجھے جلدی بلا لیا ہے ۔ معزز ایوان کے سارے ممبران اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ میری بھی چند گزارشات ہیں یعنی بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ - ۸۹ کے بارے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بند ملوں کو دوبارہ کھولنے اور چلانے کی اس میں کہیں بھی ذکر نہیں نیز صنعتی میدان میں قالین بافی کا شعبہ زوال پذیر ہے جب کہ دنیا بھر میں پاکستان کے قالین مشہور ہیں انکی ڈیمانڈ ہے لیکن نہ معلوم یہ بلوچستان میں آکر یہ کیوں زوال پذیر ہو جاتی ہے ۔ اس کی وجہ کا کوئی ذکر نہیں روزگار مہیا کرنے کا پوری کتابچے کوئی اعلان نہیں ہے نئی صنعتیں کھولنے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا ایم پی اے صاحبان کو کوئی اسکیم دیجائیگی اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کیگئی رواں مالی سال کی اسکیمات کی تجاویز کب تک دیجا سکتی ہیں اس کا تذکرہ کہیں نہیں کیا گیا ۔

جناب اسپیکر ! بیروزگاری کے حوالے سے میں خاص طور پر رشوت ستانی کا ذکر کرنا چاہتی ہوں ۔ پہلے تو روزگار نوجوانوں کو ملتا نہیں ہے اور اگر کوئی آسامی ہوتی ہے اس کے لئے اتنی بھاری رقم کے طور پر رشوت طلب کی جاتی ہے جو ناقابل بیان ہے ۔ اقربا پروری اور رشوت ستانی ہمارے معاشرے کا ناسور بن چکی ہے اور ہمارے معاشرے میں بے حد سرایت کر چکی ہے ۔ شاہراہوں کے لئے محکمہ کو خاطر خواہ فنڈ نہیں دیا جاتا ہے تاہم جتنا دیا جاتا ہے خورد برد ہو جاتا ہے اور درحقیقت اس محکمہ کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے ۔

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو میں روڈز کی تعمیر کے لئے اوپن ٹینڈر ۔ بذریعہ اشتہار کام کروائے جاتے ہیں یا اپنے اقربا کو ٹھیکے دیئے جاتے ہیں ۔ کیا ٹینڈر کال ہوتے ہیں ؟ یا محکمہ ان کے اشتہار دیتا ہے ؟ اے ڈی پی کے صفحہ اکتالیس پر امپروومنٹ آف گدر سیم جس کیلئے بجٹ میں تیس لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں میرے خیال میں یہ خاران ڈسٹرکٹ میں بتلایا گیا ہے ملغری نام کی جگہ ہے لیکن جناب والا ! خاران میں اس نام کی کوئی جگہ تو ہے نہیں بلکہ پورے بلوچستان میں نہیں ہوگی اور اگر ہے تو ذرا بلوچستان کے نقشہ میں اس کی نشان دہی کردیں تاکہ اس کی وضاحت ایوان

یں ہوجائے اس کے بعد اے ڈی پی کے صفحہ بیالیس کو ملاحظہ فرمائیں ایک پراجیکٹ ہے
جس کے لئے پچاس لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں اس اسکیم کے لئے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ
نے پی سی ون بنایا تھا اس کے لئے محکمہ نے پندرہ لاکھ روپے ریلیز بھی کئے لیکن الیکشن
سے قبل یہ پراجیکٹ بی اینڈ آر خاران سے لیکر ڈپٹی کمشنر خاران کو دیدیا گیا سی اینڈ ڈبلیو محکمہ روڈز
کی تعمیر کے لئے ہے اس میں متعلقہ اسٹاف اور ماہر موجود ہیں اس کے باوجود یہ کام ڈی
سی کے حوالے کردیا گیا ۔ جناب اسپیکر! یہ صرف سیاسی رشوت ہو سکتی ہے یہ کام منتخب
نمائندوں کا ہے کہ جاکر دیکھیں اور تحقیقات کریں اس پر کیا کام کیا گیا ہے

جناب اسپیکر! کوئٹہ شہر کی نالیوں اور سڑکوں کو بہتر بنانے اور شہر کو خوبصورت
بنانے کیطرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ شہر میں خواتین کی تفریح کیلئے ایک
لیاقت پارک تھا جہاں گھریلو خواتین دن بھر کام کاج کے بعد بچوں کے ساتھ تفریح اور چہل قدمی
کے لئے آیا کرتی تھیں نہ معلوم کیا سوجھی انکو کہ پارک کو اکھاڑ پھینکا گیا ۔ میرے خیال میں
نواز شریف کے گرل بکوانے کے لئے ۔ ان کا یہی مقصد تھا اس کے علاوہ پارک میں پی آئی
کی سیارہ گاہ بنائی جارہی ہے ۔ جناب اسپیکر! میں اس پر کوئٹہ شہر کے عوام اور خواتین کی طرف سے
پرزور احتجاج کرتی ہوں اسلئے میری گذارش ہے کہ اپنے حکام سے شہر کی اس جگہ پر جہاں خواتین
دن بھر گھر کے کام کاج میں مصروف رہنے کے بعد اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر تفریح کرنے کیلئے
آیا کرتی تھیں لہذا وہاں پارک میں خواتین کو تفریح کی اجازت دیجائے ۔ جناب والا! لیاقت پارک میں
سیارہ گاہ بنانے سے یہ ہوگا کہ یہ علاقہ جو پہلے ہی کافی گنجان آباد ہے مزید گنجان ہو جائے گا ۔ نیز
اس کے ساتھ ہی ٹریفک کا مسئلہ بھی پیدا ہو جائے گا ۔ میرے خیال میں شہر کو وسعت دینے کے لئے
شہر کے اطراف میں ایسی چیزیں بنائی جائیں لہذا میری یہ رائے ہے کہ پی آئی اے کی سیارہ گاہ کو ہنہ
لیک پر بنائیں کیونکہ لوگ وہاں ضرور جاتے ہیں ویسے بھی ہنہ میں فی الحال لوگوں کی دلچسپی کیلئے
کچھ نہیں ہے ۔ جناب والا! ہنہ لیک پر سیارہ گاہ بنانے کے علاوہ وہاں بچوں کے لئے امیوزنگ

پارک بھی بنائے جائیں کیا ہمارے بچوں کو کھلونوں اور جھولوں سے دل بہلانے کا حق نہیں ہے؟ یہ ضروری ہے تاکہ ان کا دل بہلے میری تجویز ہے کہ حکومت کا پیسہ خرچ کئے بغیر پرائیویٹ سیکٹر میں اس صنعت کو ترقی دیجائے۔

جناب اسپیکر! بلوچستان اسمبلی کے ممبران کو جو مراعات دیجارہی ہیں یہ دیگر صوبوں میں دیجانے والی مراعات سے بہت کم ہیں۔ مثلاً پاکستان کے دیگر صوبوں کے اسمبلی اراکین کو کنوینس الاؤنس آفس الاؤنس فری ایئر ٹریول الاؤنس اس کے علاوہ مفت رہائشی سہولت اور دیگر مراعات متعلقہ مراعات دی جاتی ہیں یہ مراعات بلوچستان اسمبلی کے اراکین کو بھی دی جائیں۔ میرے خیال میں میری تجویز صوبہ کے ممبران کے مفاد میں ہوگی یہ صرف مالی مفادات اور مراعات کی بات نہیں بلکہ بلوچستان اسمبلی بھی پاکستان کا ایک حصہ ہے اسطرح تفریق رکھنے سے یہ استحقاق کا مسئلہ بھی ہو سکتا ہے لہذا اسمبلی کے ممبران کو فرسٹ گریڈ ٹریٹ کیا جائے۔

جناب اسپیکر! بلوچستان علاقے کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے یہ صوبہ دور دراز علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح بلوچستان صوبائی اسمبلی میں خواتین کا حلقہ انتخاب ہمارا سارا صوبہ ہے میری تجویز ہے کہ خواتین اراکین اسمبلی کو سرکاری گاڑی بمع ڈرائیور صوبائی اسمبلی مہیا کرے تاکہ وہ دور دراز علاقوں کا دورہ کریں۔ واضح رہے کہ خواتین اراکین اسمبلی سیر کے لئے نہیں جائیں گی بلکہ صوبہ کے خواتین کے مسائل کا جائزہ لیں گی۔

جناب اسپیکر! اب میں کوٹہ کے حوالہ سے ایک پوائنٹ اٹھاؤں گی جو میرے ذہن میں ہے جناب والا! ہر فیلڈ میں مختص نشستوں کے لئے لوکل باشندوں کو فوقیت دیجائے۔ اگر کسی ڈسٹرکٹ میں خواتین میسر نہ ہوں مثلاً داخلہ کے لئے کسی ضلع میں مخصوص سیٹ کے مقابلہ خاتون نہ ہو تو پول سسٹم کے تحت یہ سیٹ صوبہ کے کسی ضلع کی مستحق بچی کو دے دی جائے کیونکہ پچھلے مارشل لاء دور میں خواتین کے لئے مخصوص نشست پر صرف متعلقہ ضلع کی خواتین آ سکتی تھیں اور اس طرح خواتین کی سیٹ ضائع ہو جاتی۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کے سیٹلڈ یعنی غیر مقامی باشندوں کے لئے علیحدہ کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ انکی حق تلفی نہ ہو۔ ان کے لئے کوئٹہ میں ایک مزید سیٹ بڑھانے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اگرچہ میرا یہ پوائنٹ بجٹ سے متعلق نہیں ہے

جناب اسپیکر! تعلیم کے سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ بلوچستان کے بچے کچھ باہر کے سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہیں ان کو وہاں ڈیڑھ سو اور تین سو روپے تک وظیفہ ملتا ہے جو بہت کم ہے اس کو بڑھایا جائے اس وظیفہ سے تو وہ ہاسٹل کا خرچ بھی پورا نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ ڈیڑھ سو روپے سے تو لاہور یا کراچی جیسی جگہوں پہ گزارہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس وظیفے کو بڑھایا جائے۔

بولان میڈیکل کالج کے داخلے کے سلسلے میں عرض ہے کہ وہاں لڑکوں کے دو سال ضائع ہو رہے ہیں میں اس سال کی بات کہہ رہی ہوں جو بچے جون ۸۸ء میں ایف ایس سی پاس کر چکے ہیں وہ ۱۹۹۰ء میں جا کر فرسٹ ایر پڑھ سکیں گے کیونکہ سال ۸۷ء میں پاس کرنے کرنے والوں کو اب کال آئی ہے کیا یہ دونوں سال اکھٹے نہیں شروع کیئے جا سکتے اور بیک وقت نیو فسٹ ایر اور اولڈ فرسٹ ایر کی کلاسیں نہیں شروع کی جا سکتی ہیں اگر اس کے لئے کچھ اور بجٹ دینا پڑ رہا ہے آپ اس کے لئے بجٹ دے دیں لیکن اس سے قوم کے نوجوانوں کے دو قیمتی سال بچ جائیں گے۔ اور اس سال جو طالب علم پاس ہوئے ہیں وہ فرسٹریشن سے بچ جائیں گے۔ جو کہ ہماری قوم کا سرمایہ ہیں نیز پروفیشنل کالج میں داخلہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایف ایس سی لازماً بلوچستان سے پاس ہونا چاہیئے ماسوائے ان طلباء کے جو گورنمنٹ ملازمین کے بچے ہوں جو صوبہ سے باہر رہے ہوں اور ملازمت کے سلسلے میں ان کی تعیناتی صوبے سے باہر رہی ہو۔

وومن پلاننگ ڈویژن کا دفتر جو اب سول سیکریٹریٹ میں ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ اس کو وہاں سے نکال کر ایسی جگہ قائم کیا جائے جہاں خواتین کی آمد و رفت میں

سہولت ہو کیونکہ سول سیکرٹیریٹ میں عام خواتین کی رسائی بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے ایسے ہی پبلک لائبریری میں خواتین اور بچوں کے لئے علیحدہ سیکشن ہوں اور وہاں خواتین کے لئے آنے جانے کا راستہ بھی علیحدہ ہو خواتین کو صرف سلائی کڑھائی کے اداروں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ہر فیلڈ میں موقع ملنا چاہیے مذہبی اور معاشرتی بندھنوں کی وجہ سے صوبائی سیکرٹیریٹ یا پبلک مقامات پر آنے جانے میں وہ دقت محسوس کرتی ہیں اگر خواتین کے لئے اس سلسلے میں سہولت فراہم کر دی جائے تو بہتر ہے تاکہ تعلیم یافتہ خواتین لائبریریوں سے استفادہ کر سکیں

جناب اسپیکر! محکمہ صحت کے متعلق اے ڈی پی کے صفحہ ۲۳۲ منصوبہ جنرل ہسپتال کے متعلق ہے لیکن یہ ہسپتال کہاں اور کتنے بستروں پر مشتمل ہو گا یہ تو بجٹ پاس کرتے وقت معلوم ہونا چاہیئے بجٹ پاس کرنے پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میری تجویز ہے کہ ہسپتال کی تو اشد ضرورت ہے تاکہ سول ہسپتال پر لوڈ کم ہو ایسا ہسپتال جو پچاس بستروں پر مشتمل ہو نزد ور قائم کیا جائے کوئٹہ کے گرد و نواح میں علاقے مثلاً مری آباد پشتون آباد سریاب میں بھی تعمیر کئے جاہیں ان ہسپتالوں میں کنسلیٹنٹس میڈیکل سرجن اور سپلشسٹ وغیرہ تعینات ہوں اس سے ڈاکٹروں کو روزگار ملے گا اور عوام کو بھی طبی سہولیات میسر ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ سول ہسپتال کی بھی کارکردگی بہتر ہوگی۔ پھر اے ڈی پی کے صفحہ (۶۴) ۲۴، منصوبہ سول ہسپتال سبی سے متعلق ہے اگر اس کی بہتری بھی سول ہسپتال کوئٹہ جیسی کرنا مطلوب ہے تو میرے خیال میں یہ بہتری نہیں گناہ ہے آپ سول ہسپتال کے وی آئی پی وارڈ میں جا کر دیکھیں آپ محسوس کریں گے کہ کسی ہوٹل یا کانفرنس ہال میں آ گئے ہیں وہاں پر فرنیچر خراب ہو چکا ہے اور وال ٹو وال کارپٹ جو عرصے سے پڑا ہوا ہے انتہائی غلیظ ہو چکا ہے ہم محکمہ صحت یا کسی کے خلاف نہیں ہیں لہذا اس امپرومنٹ کی تو وضاحت ہونی چاہیئے۔ اے ڈی پی میں ۱۷۴ صفحہ ۱۷ پر سپورٹس کمپلیکس برائے بولان میڈیکل کالج بتایا گیا ہے آجتک پتہ نہیں خود بولان میڈیکل کالج کا کیا بنا ہے اس کا تو پتہ نہیں ہے مگر یہ کہا گیا ہے کہ وہاں سپورٹس کمپلیکس بنے گا اے ڈی پی ۷۷۴ صفحہ ۷۰ پر ہے جس میں

فراہمی اوزار ہسپتال کیا خراب شدہ اوزار کو بنانے کے لیئے محکمہ کے پاس ورکشاپ ہے جہاں ان قیمتی اور اعلیٰ اوزاروں کی مرمت ہو سکے سول ہسپتال میں یہ اوزار بے کار پڑے ہوئے ہیں۔ اے ڈی پی ۵۰ صفحہ ۷۶ پر ہے بیسک ہیلتھ یونٹ مگر اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جہاں بھی بیسک ہیلتھ یونٹ بنیں وہاں پر ڈاکٹر اور خصوصاً لیڈی ڈاکٹر کی رہائیش کا بھی ضرور بندوبست ہو ورنہ یہ بیسک ہیلتھ سنٹر بے کار پڑے رہیں گے جناب اسپیکر! شکریہ۔

مسٹر اسپیکر:۔ بیگم رضیہ رب کے بعد میں تقریر کے لئے دعوت دیتا ہوں مسٹر نور محمد کہ وہ بجٹ پر اپنی تقریر کریں۔

مسٹر نور محمد:۔ جناب والا! میں وقت کی کمی کیوجہ سے پورے بجٹ کا تو مطالعہ نہیں کر سکا ہوں لیکن جو تھوڑا بہت دیکھا ہے میں اس کے متعلق عرض کروں گا۔

سب سے پہلے میری کوئٹہ شہر کے متعلق کچھ گذارشات ہیں انکا ذکر بھی کردونگا۔ جناب والا! اس بجٹ میں جو غیر ترقیاتی فنڈز رکھے گئے ہیں جن پر ابھی تک کام جاری نہیں ہے میری گذارش ہے کہ ان کو جاری کیا جائے یہ عوامی بجٹ ہے مگر ۷۶ کروڑ روپے کے خسارے سے پیش کیا جارہا ہے مگر اس بجٹ میں دو کروڑ روپے کی لاگت سے ہمارے افسران کیلئے کلب تعمیر کیا جارہا ہے۔ جہاں تک اس صوبے کے غریب عوام کا تعلق ہے ان کو صاف پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ جناب اس کوئٹہ شہر میں آپ سڑکوں کی حالت دیکھیں تو ان کا کیا کہنا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرصہ بیس پچیس سال سے کوئٹہ شہر میں کسی سڑک پر بھی کام نہیں ہوا ہے جب بھی روڈز کے لئے اس مد میں فنڈز مختص کئے جاتے ہیں وہ صحیح خرچ نہیں ہوتے

ہیں تھوڑا سے درست کر کے سڑکوں کا کچھ گذارہ کر دیا جاتا ہے صحیح نہیں بنائے جاتے ہیں تو میں جناب سے گذارش کروں گا کہ میں نے بجٹ کا پورا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ لہذا تھوڑے بہت مسائل کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ یہ ہیں کہ اس شہر میں ایسے اسکول ہیں جن کی اپنی بلڈنگ نہیں ہے بلکہ کرایہ کے چھوٹے سے مکان میں ہیں ایسے اسکول بھی ہیں جہاں تین کمروں میں ہزار کے قریب طلباء پڑھتے ہیں اسطرح کے کچھ اسکولوں کی عمارتیں کچی بنی ہوئی ہیں جہاں اس بجٹ میں دو سو نئے پرائمری اسکول کھولے جا رہے ہیں ایوان سے گذارش کروں گا کہ جو اسکول ہیں ان کا صحیح انتظام کیا جائے اس بجٹ میں ایک خطیر رقم کو بڑے بنگلوں کے لئے مختص کیا گیا ہے اسے حذف کر کے عوام کے بنیادی مسائل پر خرچ کیا جائے۔ جو غریب عوام ہیں ان کے ضروری مسائل حل کئے جائیں۔

جناب اسپیکر :- مسٹر نور محمد کے بعد میں جناب محمد ہاشم شاہوانی کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

مسٹر محمد ہاشم شاہوانی :- جناب اسپیکر! یہ بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء بھی پہلے سے ہی مرتب شدہ بجٹ ہے یہ بھی غیر جمہوری یا نیم جمہوری حکومت کا تحفہ ہے جو کہ ہمیں ملا ہے جیسا بھی ہے اسے ہمیں خندہ پیشانی سے قبول کرنا ہے مگر اس کے لئے یہ بات ہے کہ یہاں وسائل بہت محدود ہیں۔ جہانتک اس محدود رقم کو خرچ کرنے کا تعلق ہے اس میں بجٹ کی ترجیحات اور دیگر مدات کا از سر نو جائزہ لیا جائے خسارہ کے اس بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات کا پلہ بہت بھاری ہے مگر ہماری حکومت کے لئے اس سے گریز بھی ممکن نہیں ہے جہاں تک ترقیاتی اخراجات کا تعلق ہے وہاں بخل سے کام لیا گیا ہے بلکہ ترجیحات کا تعین بھی ناقص طریقے سے ہوا ہے اور صاف نظر آتا ہے اس بجٹ میں جن

ترقیاتی اسکیمات کا ذکر ہے اس سے عوام کی اشک شوئی نہ ہوگی چنانچہ میں اسبات پر زور دونگا کہ جہانتک بجٹ میں ممکن ہو سکے اسے عوام کی امنگوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

جناب والا! یہ دور جدید دور جمہوریت بھی ہے اس دور میں غیر جمہوری نظام دم توڑ رہا ہے اور غیر جمہوری عناصر کا قلع قمع ہو رہا ہے۔ جمہوری نظام میں حکومت کی خوبی یہ ہوتی ہے۔ حکومت کا مقصد عوام کی خدمت اور فلاح و بہبود کیلئے ہر ممکن سعی کرنا قرار پاتا ہے ظاہر ہے کہ مالی اور دیگر وسائل کے بہتر استعمال کے بغیر کوئی حکومت عوام کیلئے بہتر اقدامات نہیں کر سکتی ہے۔ یہ سالانہ میزانیہ ہے اس سے اس امر کی عکاسی ہوتی ہے کہ مالی حالت کیسی ہے۔ سال بھر کے لئے آمدن اور اخراجات۔ عوام سے ہمدردی رکھنے والی ہر حکومت کو لازماً دیکھنا ہوتا ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کم سے کم ہوں ترقیاتی اور فلائی کاموں کے لئے نہ صرف یہ کہ زیادہ رقم فراہم ہو سکے۔ پروگرام ایسے عمدہ اور موثر ہوں کہ ان کی تکمیل عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہو۔ جناب والا! کسی علاقے کی ترقی کے لئے سب سے ضروری چیز بجلی۔ ذرائع آبپاشی سڑکیں اور تعلیم ہوتی ہیں۔ انہیں ترقی ملنے سے صوبے کی ترقی ہوگی پولیس کی ترقی اور افسران کی ترقی سے صوبے کی ترقی نہیں ہوگی۔ جناب والا! ۱۹۸۵ سے جن ایم پی اے حضرات کو ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز دیئے گئے تھے وہ معلوم نہیں کہاں اور کن جگہوں پر خرچ ہوئے اس بارے میں تحقیقات ضروری ہے۔ کیونکہ وہ رقم میرے خیال میں ایک ارب کے لگ بھگ ہوگی جو کہ عوام کے مسائل پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے آرام و آسائش اور جائیدادیں بنانے کے لئے کئے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فنڈز سیاسی رشوت تھی۔ لیکن موجودہ حکومت کو اس کی تحقیقات کرنا چاہیے اور اصل حقیقت سے عوام کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ اب میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل کیطرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب والا! بلوچستان کے دارالحکومت سے کوئی چالیس میل دور ایک ٹاؤن ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے مجھے فخر محسوس ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر اچھی بات کرنے والے

اور سماراج کے مخالفت کرنے والوں کو تختہ دار پر چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن آج کے ترقیافتہ دور میں بھی اسے ٹی وی جیسی نعمت سے محروم رکھا گیا ہے۔ لہذا میں اس کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ مچھ کے مقام پر ایک ٹی وی بوسٹر لگانا نہایت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ندی ناڑی کے بارے میں میرے دوست نے پہلے ہی وضاحت کی ہے مون سون موسم میں خصوصاً اس میں سیلاب آتا ہے لیکن بے انتظامی کیوجہ سے یہ پانی ضائع ہو جاتا ہے اور بہت کم آبادی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے وہ بھی اپنی مدد آپ کے تحت مجھے ایک بات یاد آرہی ہے۔ کہ وہ علاقہ جس کی آبادی بیس سے تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ پچھلے سال ایک کچا گنڈا باندھ رہے تھے اس ندی پر کہ ایک طغیانی آئی اور پانی آنے کی وجہ سے وہ بہہ گیا۔ جس کے لئے وہاں کے کاشتکاروں اور زمینداروں نے ایک کمیٹی بنائی جو اس وقت کے وزیراعلیٰ کے پاس کچھ بلڈوزر آورز کے لئے گئے جب وہ یہاں پہنچے اور وزیراعلیٰ صاحب سے ملے اور کہا کہ ہمارا علاقہ پانچ سال سے غیر آباد ہے ہمیں کچھ بلڈوزر آورز چاہئیں تاکہ ہم گنڈا باندھ سکیں۔ تو اس پر وزیراعلیٰ صاحب نے کیا فرمایا؟ جناب میں کمشنر صاحب سے معلوم کروں گا کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ جب وہاں کے عوام پر حکومت کو اتنا بھی بھروسہ نہ ہو کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ جناب ایسے افراد کو اس دور میں بلڈوزر آورز دیئے گئے جن کے پاس ایک انچ زمین بھی نہ تھی اور ان بلڈوزر آورز کو بعد میں وہاں کے کاشتکاروں نے خریدا۔ اس کے علاوہ ندی ناڑی پانی کو تقسیم کرنے کے لئے مختلف جگہوں پر ریگولیٹر بنائے جائیں تاکہ پانی تین جگہوں پر تقسیم ہو تاکہ وہاں پر ہزاروں ایکڑ زمین آباد ہو جائے۔ اور جس سے بلوچستان کی معیشت پر اچھا اثر پڑے گا اس کے بعد میرا علاقہ جس سے میں کامیاب ہوا ہوں اس کی لمبائی ڈیڑھ سو میل کے لگ بھگ ہے اور چوڑائی بیس پچیس میل کے قریب ہے۔ یہاں پر گیس نہیں ہے۔ جبکہ اس علاقے میں شروع سے لیکر آخر تک لائن بچھائی گئی ہے مگر انہیں ابھی تک گیس نہیں دی گئی ہے اسطرح ڈھاڈر میں بھی پائپ لائن بچھائی گئی ہے۔ لیکن انہیں گیس نہیں دی گئی ہے معلوم نہیں کیا وجوہات ہیں جبکہ باقی

پائپ لائن گذری ہے لیکن ابتک سوائے کچھ کے آدھا حصہ کے۔ بقیہ آدھے حصہ میں پائپ لائن بچھائی گئی ہے مگر انہیں ابھی تک گیس نہیں دی گئی ہے معلوم نہیں کیا وجوہات ہیں جبکہ باقی علاقوں کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بجلی ہے یہ بھی ہمارے علاقے سے ہوتی ہوئی کوئٹہ آرہی ہے۔ یہاں کے کئی دیہاتوں کو ابتک بجلی نہیں دی گئی ہے اس کے علاوہ آبنوشی کا مسئلہ ہے وہاں پر جو لوگ اپنی مدد آپکے تحت ایک معمولی سا گڑھا کھود لیتے ہیں اور اس میں بارش کا پانی ذخیرہ کرتے ہیں اور پھر بعد میں اس پانی کو اپنے پینے کے استعمال میں لاتے ہیں۔ اگر اس پانی کا بھروسہ نہ ہو تو آپ دیکھیں لوگوں کو کتنی تکلیف ہو جائے۔ جناب آپ اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ جو پانی وہ لوگ پی رہے ہیں میرے خیال میں اس پانی کو حیوان بھی نہیں پیتے ہیں جو وہ پی رہے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو آبنوشی کے لیے سنی سے بھاگ تک پائپ لائن بچھا کر اس علاقہ کو پانی فراہم کیا جائے۔ ایک گاؤں کو تو دیا جا رہا ہے۔ عنقریب وہاں کام شروع ہونے والا ہے اور باقی دیہاتوں کو بھی پانی ملنا چاہیئے۔

جناب اسپیکر! اب صحت کے مسئلہ کا ذکر کروں گا ہمارے پورے علاقے میں ہسپتال ہے جو بڑا نہیں ہے بلکہ رول ہیلتھ سنٹر ہے۔ گذشتہ سال مرحوم وزیر اعلیٰ نے ۱۹۸۷ میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر دینے کا اعلان کیا تھا اس کے علاوہ آبنوشی کے لئے ٹسٹ بورڈ کا اعلان بھی کیا تھا کہ ان کو پانی دیا جائے لیکن تا حال اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ اس کی میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کا اعلان اور منظوری ہوئی ہو لیکن عمل ابھی تک نہیں ہوا افسوس ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ میں کوارٹرز برائے ڈاکٹر بنانے کا کام مارچ اپریل شروع ہوا ٹھیکیدار سے جب رابطہ قائم کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ فنڈز نہیں۔ لہٰذا کام مکمل نہیں ہوا ہے جناب والا! فنڈ تو ان کو دیا جاتا ہے جن کو پرسنٹیج ملتا ہے۔ جناب والا! وہاں ہیڈکوارٹر سے حاجی شہر جرنیلی سڑک سے چھ کلومیٹر دور روڈ ہے اور آبادی پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ مون سون کے دنوں میں ناڑی ندی میں سیلاب آتا ہے تو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس کے لئے پل بنایا

جائے ۔ علاوہ ازیں مٹھڑی سے جرنیلی سڑک دو تین کلو میٹر دور ہے اس لئے ایک روڈ حاجی شہر ڈھاڈر مہر گڑھ کوٹ رئیسانی روڈ تعمیر کریں ۔ جناب والا ! میں اس کی استدعا کرتا ہوں ۔

جناب اسپیکر ! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ٹیلیفون کا ہے ۔ ظاہراً تو کھبوں پر مشتمل ایکسچینج نما کوٹھیاں تو ہیں ۔ لیکن آپریٹر غیر حاضر رہتے ہیں ۔ لیکن جب آپریٹر سے اس بارے میں کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں لائن خراب ہے وہاں ہمیشہ ٹیلیفون خراب رہتے ہیں ۔ کیونکہ جب ہوا کوئٹہ میں چلتی ہے تو لائن وہاں خراب ہو جاتی ہے ۔ براہ مہربانی اس کی مرمت بھی کی جائے

جناب اسپیکر ! آخر میں میری گذارش ہے کہ میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جس سے کسی کو رنج پہنچا ہے تو میں اسکی معافی چاہتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر :- میر محمد ہاشم شاہوانی کے بعد اب نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب کو دعوت ہے کہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ جناب اسپیکر ! آپکا شکریہ ۔ بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ ، ۸۹ جو کافی حد تک خرچ ہو چکا ہے میرے خیال میں چار مہینے باقی رہتے ہیں جتنی رقم بچ گئی ہے اس کے اخراجات کے لئے وہ موجود نہیں جنہوں نے اسے خرچ کیا ۔ جسطرح میرے دوست شاہوانی صاحب نے کہا اس دن میں نے بھی یہی بات کہی تھی کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جیسا کہ میر ظفر اللہ جمالی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا سو پر کمیٹی اور کمیٹی برائے کمیٹی تشکیل دیجائے انہوں نے ٹیلیویژن کے کسی سیریل کا حوالہ دیا تھا ۔ تاہم میں ان سے کہونگا کہ یہ بلوچستان اسمبلی ہے ٹی وی اسٹیشن

نہیں ۔ میرے دوست اسوقت ایوان میں موجود نہیں ہیں تاکہ میری یہ بات نوٹ کریں ۔ تاہم میں کہونگا کمیٹی کی تشکیل ضروری ہے اور یہ کمیٹی ضرور تشکیل دیجائے ۔ جو اس مسئلہ کی چھان بین کر سکے ۔

جناب اسپیکر ! میں سب سے پہلے زراعت کے شعبہ سے شروع کرتا ہوں زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ہمارے لوگ اپنی گذر اوقات و معاش اسکے ذریعہ کرتے ہیں اور اپنا پیٹ پالتے ہیں وہ زراعت اسے ہی کماتے ہیں اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں لیکن ایک بہت بڑا مسئلہ جس طرح پچھلی حکومت نے توجہ نہیں دی وہ زیر زمین پانی کی تلاش کا ہے ویسے تو زراعت کے اور بھی کئی شعبے ہیں مثلاً ایکسٹینشن ، اڈاپٹیو ریسرچ واٹر مینیجمنٹ اور دیگر مسائل ان شعبوں سے وابستہ ہیں ، لیکن میں خصوصاً آپ کی توجہ زیر زمین پانی کے مسئلہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں ۔ مثال کے طور پر یہاں ہر سال پانی کی سطح سات فٹ تک گرتی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پندرہ بیس سال بعد تو یہ سطح اتنی نیچے گر جائے گی کہ بلوچستان کے لہلہاتے سرسبز کھیت ریگستانوں میں تبدیل ہو جائیں گے لہذا میری تجویز ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم رکھی جائے ۔ زیر زمین پانی حاصل کرنے کیلئے ۔ سلوایکشن ڈیم چیک ڈیم اور اس قسم کے ریزروائیر تعمیر کئے جائیں ۔ تاکہ سیلاب کا پانی ندی نالوں میں بہہ کر ضائع نہ ہو جایا کرے جناب اسپیکر ریزروائیرز کے ذریعہ پانی آہستہ آہستہ زمین میں جذب ہو جائے جس کیلئے میں کہنا چاہوں گا کہ ان ریزروائرز کے ساتھ ساتھ جنگلات اگ سکتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں زمین کا کٹاؤ بھی بچ سکتا ہے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ سلوایکشن ڈیم تعمیر کئے جائیں ۔ زمین کے نیچے سیلاب کا پانی جذب ہو جاتا ہے ان کے لئے سپل وے رکھا جائے تاکہ خشکابہ کے زمین داروں کو پانی سے محروم نہ رکھا جائے ۔ جناب اسپیکر ! زمین داری کے شعبہ میں پانی کی بچت کی طرف توجہ دیجائے پانی اتنا قیمتی ہو چکا ہے کہ ہمارے خراسان کے علاقہ میں اسوقت دوسو فٹ نیچے سے پانی نکالا جاتا ہے وہاں حالت یہ ہے کہ کنوئیں دوسو فٹ

نیچے تک بھی خشک ہو چکے ہیں ۔ ہمارے کاریزات خشک ہو گئے ہیں جو ہمارے ہزاروں ایکڑ زمین کو سیراب کرتے تھے ۔ لہذا میری تجویز ہے کہ اس مقصد کے لئے دیگر قسم کی ریسرچ کی جائے تاکہ ہمارے زمیندار اس سے پیسہ کما سکیں ۔

جناب اسپیکر! لائیو سٹاک کے سلسلہ میں کہنا چاہوں گا کہ میں جہاں بھی گیا ہوں میں نے شفاخانہ جات برائے حیوانات میں دوائیاں نہیں پائیں ۔ یہ دوائیاں مہیا نہیں کی جاتی ہیں لائیو اسٹاک محکمہ کے ڈاکٹر صاحبان اور اسٹاک مین جو ان کو چلاتے ہیں وہاں نہیں رہتے یا تو میں سمجھتا ہوں وہ لوگ صحیح طور پر ٹرینڈ نہیں ہیں ۔ برائے مہربانی اس کی طرف توجہ دیجائے ۔ بلوچستان میں مالداری علاقے ہیں اس طرف توجہ دیں ۔ لوگ خانہ بدوش ہیں ہمیں چاہیے کہ انہیں مراعات سے نوازیں تاکہ وہ ان شفاخانوں میں اپنے حیوانات کا صحیح علاج کرا سکیں ۔

جناب والا! میں نے اس بجٹ میں دیکھا کہ ڈیری فارمز کے لئے رقم مختص کیگئی ہے یعنی نئے ڈیری فارمز لگانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن میں یہ کہونگا کہ موجودہ ڈیری فارمز کو اگر دیکھیں تو وہ ٹھیک طریقے سے نہیں چل رہے اگر ہم نئے ڈیری فارم بناتے جائیں تو اسکی بجائے ہمیں موجودہ ڈیری فارمز کو اچھے طریقے سے چلانے کیلئے اقدامات کرنا چاہئیں مستونگ خضدار سبی وغیرہ میں جو ڈیری فارمز پہلے سے موجود ہیں ان پر زیادہ پیسہ خرچ کیا جاتے اور انکو صحیح طریقے سے چلایا جائے ۔ آپ سب کو معلوم ہے جنگلات قدرتی نعمت ہے یہ صرف ہمیں سایہ نہیں فراہم کرتے بلکہ یہی درخت ہمیں پھل بھی مہیا کرتے ہیں جنگلات ماحولیات کو ٹھیک رکھتے ہیں اور زمین کے کٹاؤ کو روکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہوا میں نمی جنگلات اور درختوں کیوجہ سے پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے جب جنگلات ہوں گے تو بارشیں ہوں گی گھاس اگے گی زمین کا کٹاؤ رک جائیگا لہذا اس طرف زیادہ توجہ دیں ۔

جناب اسپیکر! ہمارے ملک میں زیادہ علاقے ایسے ہیں جہاں ریفارسٹیشن کی جا سکتی ہے مثلاً میں تو کنڈی میں گیا ہوں وہ چھ سات فٹ کی گہرائی پر پانی دستیاب ہے

مکران میں لوگ ایک کھڈا کھود کر وہاں اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیتے ہیں اور اس کھڈے کو وہ اپنی زبان میں گونگ کہتے ہیں اس طرح لوگ اپنی ضرورت کے لئے پانی لیتے ہیں ۔ میں نے ۱۹۷۹ میں چیف کنزرویٹر آف فارسٹ کو تجویز دی تھی کہ نوکنڈی جو لینڈ لاک ہے جتنا سیلاب کا پانی آتا ہے وہاں جذب ہو جاتا ہے ۔ باہر نہیں نکلتا ہے وہاں ریفارسٹیشن کے لئے بہت پوٹینشل موجود ہے ۔

جناب اسپیکر ! جنگلات کے بعد اب میں سوئی گیس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں سوئی گیس ہمارے صوبہ کا بڑا وسیلہ ہے ۔ اور ہم کو سوئی گیس صحیح طریقے سے بروئے کار لانا چاہیئے آج کل بلوچستان میں جنگلات بہت زیادہ کاٹے جا رہے ہیں کیونکہ لوگوں کے پاس جلانے کے لئے لکڑی نہیں ہے اگر ہم صوبے کے بڑے بڑے شہروں کو بھی سوئی گیس فراہم کریں تو اس سے بھی جنگلات میں کافی فرق پڑے گا جنگلی جانوروں کا بھی جنگلات سے بہت زیادہ تعلق ہے اور یہ جنگلی جانور بھی ہمیں ورثے میں آباؤ اجداد سے ملے ہیں لیکن ہمارے لوگوں نے شکار کر کے یا کسی اور طریقے سے ہمارے جنگلی جانوروں کی تباہی مچائی ہوئی ہے میرے خیال میں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہمارے پاس صرف جنگلی جانوروں کی بچوں کو دکھانے کے لئے صرف تصویریں ہی رہ جائیں گی ۔ ورنہ جانور اور جنگلی جانوروں کو بچانے کے لئے اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے اس کے لئے میں تجویز پیش کروں گا کہ اس کے لئے اسپیشل کورٹ بنائی جائیں جو بھی شکار کرتے ہیں ان پر مقدمہ چلے اور سخت سزائیں دی جائیں ۔ کیونکہ یہ جنگلی جانور ہمارے ماحول کا ایک حصہ ہیں اور اگر یہ جنگلی جانور ختم ہو گئے تو ہم اپنے اس ماحول کا ایک بہت بڑا حصہ ختم کر دیں گے اور گنوا دیں گے اس لئے ان پر توجہ دیجئے ۔

جناب والا ! جہاں تک صنعتوں کی بات ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ہمارے پاس اس کے لئے وسیع ذخائر ہیں کیونکہ یہاں پر زراعت پر مبنی صنعتیں بھی لگائی جا سکتی ہیں منرل کی صنعتیں لگائی جا سکتی ہیں اور اس قسم کی دوسری صنعتیں بھی لگائی جا سکتی ہیں ۔ لیکن

پبلک سکٹر تو انڈسٹری لگاتی ہے۔ لیکن اس کے لئے جو پرائیویٹ سیکٹر نہ یادہ سرمایہ لگانا چاہتا ہے مگر وہ لوگ یہاں کی پولیٹکل ان سٹیبلٹی سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اس جگہ پر سرمایہ کاری کریں جو علاقے پولیٹکل طور پر مستحکم ہوں لیکن بدقسمتی سے ہمارا یہ علاقہ ان سٹیبل [illegible] رہا ہے اس لئے پرائیوٹ سیکٹر یہاں صنعتوں میں اپنا سرمایہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم صوبے میں سیاسی استحکام پیدا کریں تاکہ باہر کے لوگ بھی یہاں آکر حکومت کے ساتھ باہم ملکر سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس صوبہ میں صنعت کاری کے ساتھ ساتھ نان ڈویلپمنٹ کا بوجھ بھی ہمارے کندھوں پر بہت بھاری ہے کیونکہ نان ڈویلپمنٹ بجٹ سے ہم لوگوں کو روزگار مہیا کرتے ہیں۔ سرکاری سیکٹر میں بھی ہم صنعتیں لگائیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو بھی اس کے لئے جاذب کریں یہاں کے حالات سازگار کریں تو باہر کے لوگ بھی صنعتیں لگائیں گے اس میں کئی بے روزگار کھپائے جاسکیں گے اس سے حکومت بھی روپیہ کما سکے گی۔ جہانتک معدنیات کی بات ہے ہمارا صوبہ معدنیات سے مالا مال ہے یہاں پر کوئلہ تانبا اور کرومائیٹ ہے کرومائیٹ فاسفیٹ اور دیگر قسم کی بہت سی معدنیات ہیں لیکن ان پر ہمارے صوبے میں صحیح طریقے سے توجہ نہیں دی گئی ہے اگر آپ کوئلہ ہی کی صنعت کو لے لیں وہاں بھی ہمارے مائن اونرز اپنی ذاتی دلچسپی کیوجہ سے اس میں کما رہے ہیں اور اس لئے اس پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں میں اپنی حکومت سے گذارش کروں گا کہ ہماری اس منرل کی صنعت کو بھی زیادہ ترقی دیں اور اس پر زیادہ توجہ دیں اس کے علاوہ ہمارے صوبے میں بہت بڑی کوئلہ کی مائنز ہیں الیکشن کے دوران میں وہاں پر گیا تھا وہاں پر کوئلہ کی صنعت میں کام کرنے والے لوگوں کی حالت دیکھنے کے قابل ہے وہ جس طریقے سے گزارہ کرتے ہیں جیسے رہتے ہیں جہاں سے وہ پانی لاتے ہیں صحت کے لئے ان کو سہولیات مہیا نہیں ہیں سنجدی کے ہسپتال میں ایک ایمبولینس وہ عرصہ چار سال سے اینٹوں پر کھڑی ہے۔ وہاں پر ایک ڈاکٹر ہے مگر اس کے پاس فنڈز

بہت کم ہیں اس سے ملحق سات آٹھ ڈسپنسریاں ہیں اس کے لئے ان کو اسی ہزار روپے ملتے ہیں نہ وہ سنجدی کی ہسپتال کو چلا سکتا ہے اور نہ دوسری ڈسپنسریوں کو چلا سکتا ہے اور کوئٹہ مائینز میں جو کام کرتے ہیں ان کے لئے یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ ان کے مسائل کی طرف توجہ دیں ان کے بچوں کو تعلیم چاہیئے ان کو صحت کے لئے سہولیات اور پینے کے لئے پانی چاہیئے یہ ضروریات ان کو مہیا کی جائیں اور وہاں روڈز اور دوسری ضروری سہولیات مہیا کی جائیں۔

جہاں تک اس صوبے میں ٹورزم اور سپورٹس کا تعلق ہے تو ٹورزم کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس بجٹ میں کچھ ریسٹ ہاؤس بنانے کے لئے رقم رکھی گئی ہے اور ریسٹ ہاؤس بنا کر ہم ٹورزم کی صنعت کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو میری رائے میں ٹورزم انڈسٹری ہم پرائیوٹ سیکٹر کو دے دیں تاکہ وہ اس کی ترقی کردے نہ کہ ہم وہاں پہ اپنی اسکیمات دیتے رہیں سرکاری رقم دیتے رہیں اس سے اچھا ہے کہ اس پیسے سے چار یا پانچ واٹر سپلائی اسکیمات بنالیں نہ کہ چار پانچ ٹورزم ریسٹ ہاؤس بنائیں جس سے کسی غریب آدمی کو فائدہ نہ ہو میں اس کے لئے یہ کہوں گا کہ اس کے لئے جو پیسے دیئے گئے ہیں میں اس کی مخالفت کروں گا کیونکہ یہاں پہ ایسے صنعت کار بھی ہیں جو ٹورزم کی صنعت میں پیسہ لگانا چاہتے ہیں ہم ان کو اس سلسلے میں رغبت دلا سکتے ہیں۔ حکومت اور وہ خود باہم مل بیٹھ کر اپنی شرائط طے کر سکتے ہیں اور پھر وہ آگے جا سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ جہاں تک سپورٹس کا تعلق ہے تو پاکستان میں ان گیموں کو ترجیح دیجاتی ہے جو پنجاب میں کھیلی جاتی ہیں مثلاً ہاکی کرکٹ اور سکواش وغیرہ ہے۔ لیکن آپ کو پتہ ہے فٹبال جو غریبوں کا کھیل ہے آج تک فٹ بال پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے میر ظفر اللہ جمالی تو میری طرف دیکھ کر ہنس رہے ہیں کیونکہ وہ ہاکی سلیکشن کمیٹی کے چیئرمین رہے ہیں تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ فٹبال سلیکشن کمیٹی کے چیئرمین بنتے۔ بہر حال میں یہ

کہوں گا کہ فٹبال کو پروموٹ کیا جائے ۔ اس پر یعنی بہت زیادہ توجہ دیجائے اس کے لئے تو صرف ایک بال کیضرورت ہوتی ہے جس سے بیس بائیس آدمی کھیل سکتے ہیں فٹبال کو خصوصاً ہمارے صوبے میں ترقی دیجائے کیونکہ یہاں ٹیلنٹ بھی موجود ہے اس ٹیلنٹ کو پرائمری کی سطح سے لیکر اسکول اور کالج یونیورسٹی کی سطح تک ہم لے جا سکتے ہیں ۔ آپ دیکھیں برطانیہ میں اچھی فٹ بال کی ٹیمیں ہیں وہ لوگ اس کو ترقی دینے کے لئے پرائمری کی سطح سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک سلیکشن جاری رکھتے ہیں اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ فٹ بال کو ترقی دیجائے کیونکہ کھیل سے جسم صحتمند ہوتا ہے ذھن صحت مند ہوتا ہے ۔

جناب اسپیکر ! ایک محکمہ یہاں فزیکل ہاؤسنگ پلاننگ کا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ جب ہم نگران حکومت میں تھے نگران حکومت یہ ہوتا ہے کہ گُڑ تو کسی کا ہوتا ہے اور مکھیاں اڑانا کسی اور کا کام ہوتا ہے ۔ اس زمانے میں میر ظفر اللہ جمالی وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے ایک علیحدہ محکمہ یعنی آرکائیوز ڈیپارٹمنٹ (A-rck ilve د Depntt) کھولنے کی تجویز پیش کی تھی جس میں پرانی دستاویزات وغیرہ کو رکھنے کے لئے کہ ہم ایک نیا محکمہ کھولیں ۔ اسوقت میں نے اس کی مخالفت کی تھی اور گذارش پیش کی تھی کہ اس کے لئے صوبائی پبلک لائبریری موجود ہے اسمیں ہم ایک شعبہ کھول سکتے ہیں آپ اس کے لئے ایک لائبریرین رکھیں اور وہاں پر شعبہ ہو ہم اس کے لئے مخصوص شدہ ساٹھ لاکھ روپے سے کوئی اور کام کر سکتے ہیں اس کے علاوہ یہاں جیلوں کیلئے رقم مختص کیگئی ہے میرے خیال میں جیل تو پہلے سے زیادہ ہیں میری رائے ہے کہ ان جیلوں کیلئے مختص شدہ رقم آبنوشی کی اسکیمات پر دیدیجائے تاکہ عوام کو پینے کا پانی میسر ہو اسکو ترجیح دیجائے ۔ جہاںتک محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کا تعلق ہے بلوچستان کے روڈز کا تو آپ سب کو پتہ ہے ایک روڈ کوئٹہ سے خضدار کراچی تک ہے دوسرا کوئٹہ سے سبی اور جیکب آباد کو جاتا ہے تیسرا روڈ کوئٹہ سے لورالائی ڈیرہ غازیخان تک ہے آپ کہیں بھی جائیں یہ ہمارے سارے روڈز ٹوٹے پھوٹے ہوئے ہیں ۔ ان روڈز کیطرف ہمیں پوری توجہ دینی چاہیئے اگر ہمارے

بہتر روڈز ہونگے ہمارے مریض ہسپتال تک پہنچ سکیں گے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال تک پہنچ سکیں گے اگر ہمارے روڈز صحیح ہونگے تو ہماری زرعی اجناس منڈیوں تک پہنچ سکے گی اس پر کرایہ کم لگے گا اور ان سڑکوں پر جس رفتار سے ٹرک چلتے ہیں سڑکیں خراب ہونے کی وجہ کرایہ بھی زیادہ مانگتے ہیں ان سڑکوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ خصوصاً ان بڑی شاہراہوں پر جو کوئٹہ سے خضدار کراچی جاتی ہیں کوئٹہ سے جیکب آباد اور کوئٹہ سے ڈی جی خان کو جو سڑک جاتی ہے اس پر توجہ دینی چاہیئے۔ اس سڑک کو اچھا بنانے سے ہمارے پاس صوبہ پنجاب کے لئے ایک متبادل راستہ بن جائے گا۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے کہ مستونگ ایک تاریخی شہر ہے اور یہاں سے ۲۵ میل دور ہے جب آپ یہاں سے مستونگ جائیں اور گھر واپس آئیں گے تو آپ اتنے تھک جائیں گے کہ گھر سے باہر نہیں نکل سکیں گے روڈ اتنا ٹوٹا ہوا ہے کہ آپ کی گاڑی بالکل خراب ہو جائے گی۔ تو میں آپ کو یہ کہوں گا کہ کوئٹہ مستونگ روڈ کو چوڑا کیا جائے اور اس پر زیادہ توجہ دیجائے لکپاس پر ایک سرنگ بنایا جائے اس کے لئے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے سروے اور اسٹیمنٹ بھی بنائے ہیں مگر ریلوے والوں نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ جب آپ پہاڑ توڑیں گے بلاسٹ کریں گے تو ہماری ریلوے پٹڑی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے میرے خیال میں وہ دور ہے اگر لکپاس پر ٹریفک کے لئے ایک سرنگ بنائی جائے تو ریلوے لائین کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

صحت بہت ضروری چیز ہے اگر آپ کی صحت ہوگی اور آپ صحت مند ہوں گے۔ کہیں بھی جا سکتے ہیں اور اگر آپ کی صحت نہیں ہوگی تو کہیں نہیں جا سکیں گے اور نہ ہی اسمبلی میں آ سکیں گے۔ اس طرح ہمارے بہت سے ممبران بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرماتے۔ جہاں تک صحت کی بات ہے ہمارا ایک پراونشل ہاسپٹل ہے۔ وہ اتنا بدبودار ہے کہ اگر آپ وہاں جائیں تو آپ رومال ناک سے دور نہیں رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہاں پر پورے بلوچستان سے مریض

آتے ہیں۔ ہمارے پورے صوبے میں اس طرح کی سہولت اور کہیں نہیں ہے۔ حالانکہ سول ہسپتال میں بھی وہ سہولتیں نہیں ہیں جو ہونا چاہئیں۔ وہاں وہ فزیشن اور سرجن نہیں ہیں جو ہونے چاہئیں اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ پہلے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرہ ہاسپٹل کو اپ گریڈ کیا جائے۔ تاکہ پراونشل ہاسپٹل میں رش کم ہو اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹرہ ہاسپٹل اچھے فزیشن، سرجن، دوائیں، دیگر جدید آلات اور ایمبولینس کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اور یہ سہولتیں یہاں مہیا کرنا چاہیئے۔ اور اس کے علاوہ سنٹر کے وفاقی ہاسپٹل اور جگہوں پر بھی ہیں۔ لیکن مرکز نے یہاں بالکل توجہ نہیں دی۔ میں گذارش کروں گا کہ وہ یہ مسئلہ وفاقی سطح پر اٹھائیں کہ وفاقی حکومت ایک یا دو ہسپتال یہاں کھولے۔ ہمارے سول ہسپتال کوئٹہ میں آپ نے یہ محسوس کیا ہوگا۔ کہ یہاں اچھے سرجن ہیں لیکن یہاں پھر ایسے شعبہ ہیں جس میں سرجن موجود نہیں مثلاً نیورو سرجن اور نیورو فزیشن سول ہسپتال کوئٹہ میں نہیں ہیں۔ اسطرح پلاسٹک سرجری کے سرجن ہمارے ہسپتال میں نہیں ہیں۔ بہت سے ٹیکنیشن نہیں ہیں جن کی وجہ سے بہت سی مشینیں بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں چلانے والے اور تربیت یافتہ لوگ نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ بیبولان میڈیکل کمپلیکس کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بہت عرصہ سے یہ بن رہا ہے غالباً یہ سات کروڑ روپے کا پروجیکٹ تھا اور ہوتے ہوتے یہ پروجیکٹ ستر کروڑ روپے کا بن گیا ہے۔ اس کے کام کی رفتار تیز کی جائے۔ تاکہ اس فیصلہ کو جلد از جلد کالے ہاتھ میں تبدیل کیا جاسکے اور ہمارے بچے وہاں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب اسپیکر! آخر میں چند گذارشات اپنے حلقہ کے بارے میں کروں گا۔ جس حلقہ کے عوام نے مجھے منتخب کیا ہے۔ اور جنہوں نے مجھے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مستونگ سب ڈویژن میں تہتر ہزار رجسٹرڈ ووٹرز ہیں اور اس کے علاوہ بیس سے تیس ہزار ان رجسٹرڈ ووٹرز بھی ہوں گے۔ اس طرح میرے خیال میں ایک لاکھ دس یا بیس ہزار کی آبادی بنتی ہے۔ اس کا ایریا بھی کافی بڑا ہے

نارواڑ سے لیکر منگوچر سب ڈویژن قلات تک اور پھر سب ڈویژن چاغی تک جو
کردگاپ کا علاقہ ہے اسی میں لگتا ہے۔ اس لئے میں مطالبہ کروں گا۔ کہ مستونگ
کو ضلع کا درجہ قرار دیا جائے اگر اس غریب علاقہ کو ضلع کا درجہ دیا جائے گا تو اس میں
ترقی کے مواقع زیادہ ہوں گے۔ اس میں ہمارا اپنا ڈسٹرکٹ کونسل ہو گا۔ ہمارے
یونین کونسلز زیادہ ہوں گے۔ اور اسطرح اس کے لئے ہمیں فنڈز بھی زیادہ ملیں گے
لہذا ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مستونگ کو ضلع قرار دیا جائے۔ جہاں تک گیس
کی بات ہے وہ تو آرہی ہے اس کا پی سی ون ہیڈ آفس جا چکا ہے اور یہ صرف اپروول
(APPROVAL) کے لئے رکھا ہوا ہے جب یہ اپروول (APPROVAL) ہو جائے گا تو اس کیلئے
پیسے آجائیں گے۔ اور کام شروع ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی ہم صوبائی حکومت سے گذارش
کرتے ہیں۔ کہ سوئی ناردرن گیس کمپنی رجوع کرے اور کام کو اسپیڈ اپ کروائے۔
پینے کا پانی یہ بھی مستونگ کے لوگوں کے لئے کافی بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ ایک سب ڈویژن
ہیڈ کوارٹر جہاں زندگی کی ساری ضرورتیں ہونی چاہئیں۔ وہاں لوگ پینے کے پانی سے محروم
ہیں۔ اس کے علاوہ مستونگ میونسپل کمیٹی کے جو روڈ ہیں ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔
اور زیادہ تر ٹوٹی پھوٹی سڑکیں ہیں۔ سیوریج کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ گندھا پانی روڈوں
پر بہہ رہا ہے اور نیچے پانی پینے کی پائپ لائن گذر رہی ہے۔ جہاں پینے کے پانی کی
پائپ لائن لیک ہے وہاں گندھا پانی پینے کے پانی میں شامل ہو رہا ہے۔ اور اس
سے لوگ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں بھی گذارش کروں گا۔ کہ
جو موجودہ پانی کی پائپ لائن ہے اسے صحیح کیا جائے۔ اور میونسپل کمیٹی مستونگ
کو زیادہ فنڈز دیئے جائیں تاکہ وہ اس شہر کو بہتر بنا سکیں۔ اگر آپ کبھی مستونگ آئیں
اور وہاں کی حالت دیکھیں۔ تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہ لوگ زندگی مجبوراً گذار رہے ہیں
جناب والا! مستونگ میں ایک فٹ بال اسٹیڈیم ہے۔ جو میرے خیال میں جنرل ایوب خان

کے زمانے میں بنایا گیا ہے۔ اس فٹ بال اسٹیڈیم کو جونیجو کے زمانے میں کچھ فنڈز ملے تھے۔ اس کی چار دیواری بڑی چوڑی ہے۔ لیکن اگر اس گراؤنڈ کو آپ دیکھیں تو اس گراؤنڈ کی سطح اوپر نیچے ہے۔ یعنی گراؤنڈ لیول نہیں ہے۔ میں پھر یہ عرض کروں گا۔ کہ مستونگ اسٹیڈیم کے لئے ایک بورنگ لگائی جائے کیونکہ وہ گراؤنڈ گراسی ہے اس گراؤنڈ کو لیول کیا جائے اور اس پر زیادہ ٹھیک طریقہ سے کام کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ مستونگ شہر چونکہ بلوچستان کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے اور یہاں کے لوگ کاروباری بھی ہیں۔ جن کا دنیا کے دوسرے ملکوں میں اور اندرون ملک بھی کاروبار ہے۔ لہذا مستونگ شہر کو نیشنل ڈائلنگ سے منسلک کیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو کال بک کروانے کی مشکلات سے نجات ملے اور سہولت ہو کیونکہ دوسری صورت میں انہیں ایک کال کے لئے دس دس گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور اس سہولت سے ان کی انتظار کرنے کی زحمت سے جان چھوٹ جائے گی۔

جناب اسپیکر! آخر میں میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر:۔ میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب بجٹ پر اظہار خیال فرمائیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب اسپیکر! ایک مرتبہ پھر رولز آف بزنس کے رول نمبر ۱۱۵ کے تحت آپ کی اجازت چاہوں گا۔ کیونکہ دوران تقریر ناگزیر طور پر کچھ انگریزی میں ہو سکتا ہے کہ عرض کروں۔ اس لئے کہ ہم پبلک اسکولوں کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس میں تعلیم حاصل کی ہے۔ لہذا ہمیں دقت پیش آتی ہے۔ اجازت ہے جناب والا؟

جناب اسپیکر۔ اجازت ہے فرمائیے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی!
جناب والا! میری سب سے گذارش ہوگی کہ جہاں تک بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ - ۸۹ء کا تعلق ہے کچھ فاضل ممبران صاحبان نے اس پر تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے جو ہر ممبر کا حق ہے۔ میری ناقص رائے میں بجٹ پر اظہار خیالات اور تجاویز کٹ موشن کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں۔ یعنی پہلے وزیر خزانہ بجٹ پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد عام بحث کے دوران ممبر صاحبان اعتراضات اٹھاتے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ رقم زیادہ رکھی گئی یا کم ہے تو اس میں کٹ موشن پیش کریں۔ بہرحال جناب اسپیکر! یہ آپ کی صوابدید تھی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ کٹ موشن کا کام کم رہ گیا ہے۔

جناب والا! میں آپ کا تھوڑا وقت لینا چاہوں گا۔ شاید اتنا زیادہ وقت نہ لوں لیکن عام بحث کی صورت میں چند ایک گذارشات عرض کر دوں گا۔ میں ایک شعبہ کی طرف توجہ مبذول کروں گا۔

جناب اسپیکر! میری سب سے پہلی گذارش اس وقت یہ ہوگی کہ تعلیم جس کو انگریزی میں ایجوکیشن کہتے ہیں۔ جناب والا! بجٹ بنانے اور اس کو سمجھنے کے لئے مباحثہ کرنے کے لئے اور بجٹ کو کارآمد بنانے کے لئے میرے خیال میں تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے یہ بڑی ضروری ہے بجٹ وہ اگرچہ بناتے ہیں پیش کرتے ہیں لیکن خود نہیں سمجھتے جس پر میں عمل درآمد نہیں کرتا نہ کروا سکتا ہوں جس کے لئے مجھے انحصار کرنا پڑتا ہے دوستوں پہ تو غالباً یہ اس صوبے کی بدقسمتی ہوگی۔ اس وقت بجٹ پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ بہرحال حالات کا تقاضا ہے۔ کہتے ہیں کہ برسوں کے بگڑے دنوں میں نہیں بنتے کیونکہ اس ملک میں سیاسی صورتحال ایسی رہی ہے۔

ملک اور خاص طور اس صوبے کے حالات میں استحکام آج تک نہیں آ سکتا۔ آج تک پاکستان کی بیالیس سالہ تاریخ میں کوئی حکومت ایسی نہیں آئی چاہے وہ مسلم لیگ کی حکومت تھی یا اوائل دنوں میں۔ چاہے ایوب خان کی حکومت چاہے بھٹو صاحب اور چاہے ضیاء الحق کا مارشل لاء ہو یا جونیجو صاحب کا دور حکومت۔ یعنی بیالیس سال میں حکومت وقت اگر الیکشن کے ذریعے بھی آئی ہو، اپنا وقت یعنی ٹینور حکمرانی پورا نہیں کر سکی۔ تو اور کوئی حکومت اس ملک میں کیا استحکام لا سکے گی۔ جناب اسپیکر! ہماری دعا ہے کہ خدا کرے کہ موجودہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں اپنا ٹینور بخوبی نبھائیں۔ اس کے بعد دوبارہ بھی آئیں۔ جناب والا! اگر عوام نے ان کو مینڈیٹ دیا ہے کم از کم ملک میں سیاسی اور معاشی استحکام ہو گا۔ اور سیاسی و معاشی استحکام سے بھی ملک کو فوائد پہنچیں گے۔ اگر معاشی اور سیاسی لحاظ سے آپ بہتر ہیں ملک کو استحکام آجاتا ہے۔ اتفاق سے سیاسی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے ہم معاشیات کو داؤ پر لگا دیں ہمیں عدم اعتماد بڑھتا ہے۔ کہ ورتیں پیدا ہوتی ہیں اور باقی تمام خرابیاں جو کسی کمزور حکومت میں ہوتی ہیں وہ جنم لیتی ہیں۔ جناب اسپیکر! میں خود بھی ایک پاکستانی کی حیثیت سے ایک عام شہری کی حیثیت سے اس کا ذمہ دار ہوں۔ ہم سب ان حالات کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے کام سے کام رکھیں۔ اگرچہ میں زراعت پیشہ ہوں لیکن میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی بجائے پولیٹیکل منسٹر بن جاؤں تو لا محالہ وہاں تباہی آئیگی۔ اگر میں اپنے کام سے کام رکھوں۔ سائنسدان وہ اپنی سائنس سے اور جو حضرات دینی قابلیت رکھتے ہیں وہ دین کی طرف توجہ دیں جو اکنامسٹ ہیں اکانومی کی طرف توجہ دیں۔ اگر ہم اس طرح اپنی ذمہ داریاں بانٹ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک جیسا ملک مجھے آج اس دنیا میں پاکستان جیسا ملک کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ پاکستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دنیا میں جو کام نہ ہوسکتا ہو وہ پاکستان کر کے دکھاتا ہے اور کر کے دکھایا بھی ہے بشرطیکہ وہ کرنا چاہے۔ اور اگر نہ کرنا چاہے تو۔ توبہ نعوذ باللہ اگر خدا بھی چاہے تو وہ نہیں کرتے۔ بہرحال یہ ایک خیال ہے ہر پاکستانی کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔

جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے میں حیران ہوں کہ وزیر خزانہ کی تقریر کو پڑھ انہوں نے
کہا ہے ہم نے ریوائزڈ بجٹ دیا ہے۔ اس کے بعد ہم ضمنی بجٹ بھی پیش کریں گے۔ چونکہ
یہ پہلا بجٹ تھا۔ جیسا کہ میرے فاضل سینئر ممبر نے فرمایا۔ غالباً یہ بجٹ عوامی امنگوں کے ساتھ
پیش نہیں کیا گیا۔ کسی حد تک یہ صحیح بھی ہے۔ کسے یاد نہیں کہ جب بجٹ پیش کیا گیا تھا اس وقت
بلوچستان اسمبلی وجود میں نہیں تھی۔ مجھے کہا گیا کہ آپ یہ بجٹ ریڈیو پر پڑھکر سنائیں۔ لہذا
اسی طرح میں نے ریڈیو اور ٹی وی پر یہ بجٹ پڑھا یہ میرا فرض تھا۔ اس پر عوام کا کیا ردعمل
تھا۔ عوام نے بھائیوں نے اس کو قبول کیا یا نہیں یہ تو ان کی صوابدید تھی میں نے اپنا فرض
سمجھا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ اپنی صلاحیتوں کے مطابق۔ میں یہ تو نہیں کہتا
کہ میں عقل کل ہوں یا کوئی تیس مار خان ہوں۔ بہرحال ایک عام آدمی ہوں میں نے پوری کوشش
کی کہ کچھ نہ کچھ کر سکوں۔ اب ساڑھے پانچ مہینے کے بعد ہمارے بزرگ دوست
دوسرے نگران وزیراعلیٰ کی حیثیت سے تشریف لائے۔ بیشک چیف منسٹر کی حیثیت سے
وہ اس بجٹ میں ردوبدل یا ترمیم کر سکتے تھے۔ جناب اسپیکر! ڈیڑھ ماہ بعد ہمارے
معزز بزرگ نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب الیکشن کے ذریعے چیف منسٹر ہو کر آئے
ہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ ترامیم کی گئی ہوں بہرحال ہو سکتا میں سمجھتا ہوں جیسا میں نے کیا یہ ہر
حکومت کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے مگر میں حیران تھا کہ ایک بجٹ اٹھائیس جون کو اور ریوائزڈ
بجٹ تیرہ فروری کو اور ایک دوسرا سپلیمنٹری بجٹ پیش ہو گا ریوائزڈ بجٹ میں بھی معلوم ان کے پاس کیا تاریخ ہے
چار ماہ باقی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ضمنی بجٹ بھی لائیں گے جبکہ میرے اندازے کے مطابق
آپ شاید اس موجودہ بجٹ کو شاید وہ نہ نبھائیں اس میں ان کا کوئی قصور نہیں آپ کے
پاس وقت نہیں آپ ابھی آئے ہیں میری آپ سے گذارش ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ
ایوان میں کھڑے ہو کر فرمائیں۔ میں ضمنی بجٹ پیش کروں گا۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا۔ کہ

آپ کو یہ علم نہیں کہ آپ کیا پیش کر رہے ہیں۔ براہِ مہربانی جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر زیادہ کام کریں۔ ہم آپ کا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہیں یہ صوبہ کا بجٹ ہے۔ جیسا لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا تھا کہ اگر کوئی ممبر اسمبلی تجویز دیں تو ہم ان کا خیر مقدم کریں گے۔ میں ان مشکور ہوں۔ صوبائی وزیر بجلی نے ابھی سے اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہر ایم۔ پی۔ اے کو لکھا ہے کہ پانچ گاؤں اپنی ترجیحات کے مطابق کے نام بھیجیں انہوں نے کچھ قواعد و ضوابط کے بارے میں لکھا ہے۔ اس ضمن میں میری گذارش ہوگی کہ بلوچستان چونکہ وسیع و عریض علاقہ پر مشتمل ہے میرے خیال میں یہ قواعد و ضوابط کے مطابق نہ ہو سکے۔ جو ایم۔ پی۔ اے حضرات کی ترجیحات ہیں کہ وہ پانچ گاؤں کو اپنی تجاویز میں اکاموڈیٹ کریں۔ ایک اور بات مزید جو شاید وہ بھول گئے ہیں۔ یہ ہے کہ صرف صوبائی اسمبلی کے ممبران اور سینٹ کے ممبران کو لکھا ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس صوبے سے نہیں بلکہ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبر نہ بھی ہیں۔ قومی اسمبلی کے تیرہ ممبران ہیں۔ جو بلوچستان صوبہ کی نمائندگی کرتے ہیں ان میں گیارہ تو منتخب ہیں اور دو ریزرو سیٹوں پر ہیں اس طرح کل تیرہ ارکان وفاق میں ہیں لہذا میں ان سے گذارش کروں گا۔ صوبائی اسمبلی سینٹ اور قومی اسمبلی بشمول ریزرو سیٹ کے ممبران کو لسٹ میں شامل کیا جائے تاکہ وہ اپنی ترجیحات دے سکیں۔ مگر میں اتنی گذارش کروں گا کہ عام غریب آدمی ہے اس کا ازالہ کیسے جائے گا یہ حکومت وقت کا فرض ہے کہ وہ اس کا ازالہ کس طرح کرتے ہیں۔ میری ان سے ذاتی درخواست ہوگی کہ وہ اس کے متعلق ضرور سوچیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ وہاں پر تمام کلچرل شوز کریں۔ دیگر تقریبات کریں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم تو پہلے ان کے خلاف تھے مگر عام آدمی کو جو اس کا نقصان ہوا ہے اور باقی ہونے کا اندیشہ ہے اس کا ازالہ کرنا بھی حکومت وقت کا فرض ہے اس کے ساتھ ساتھ جیکب آباد کا میلہ ہے جو کئی سو سال پرانا ہے وہ ہونا چاہیئے اگرچہ ان تمام امور کو یکسوئی کے ساتھ دیکھا جائے تو میلہ ہونا

چاہیئے بڑے پیمانے پر نہ سہی۔ ہم نے تو اپنا مدعا پیش کرنا تھا کہ بلوچستان کے لوگوں کو دکھ پہنچا ہے کہ ہمارے چھ بھائی وہاں اسلام آباد میں شہید ہوئے ہیں اور اس لئے ہم سبھی میلے اور اس کی تقریبات کو منسوخ کر رہے ہیں یہ تو ضروری ہے۔ آپ اس کے لئے دیکھیں کہ۔

The point has been well made and carried to higher authorities and beyond that certain responsibilities be fixed on the Province. I request to the honourable Leader of the House and Chief Minister to please look into the matter that ordinary man be given certain remedy.

جناب والا! اس کے بعد مجھے اس میں کچھ اور بھی دھاندلی نظر آتی ہے وہ میں اگلے فقرے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں شپ بریکنگ کی صنعت تباہی کے دھانے پر آن پہنچی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا پہلے کسی دوست نے شاید ذکر کیا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہاں بیان کروں اس میں یہ ہے کہ لوہے کی قیمت چیف منسٹر پنجاب جو لیڈر آئی جے آئی ہیں انہوں نے بہت بڑھا دی ہے ان کا اپنی اتفاق فونڈری ہے، سارا لوہا وہاں جاتا ہے اس نے تقریباً پاکستان میں ہر جگہ اس کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور اسلام آباد میں بیٹھ کر فیڈرل حکومت کے ساتھ گٹھ جوڑ کرتے ہیں تاکہ کسی اور کو موقعہ ہی نہ ملے اور اس صنعت کے لئے کچھ کر سکے۔ جیسا کہ ایک معزز ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ پرانی اسمبلی بلڈنگ اور پارک کے گردونواح جو گرل لگی ہے میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ یہ لاہور ہی سے منگائی گئی ہیں۔ کسی اور جگہ سے نہیں منگائی گئی ہیں نہ خریدی گئی ہیں۔ جناب والا! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ گڈانی میں ۲۱۵ جہاز شپ بریکنگ کے لئے پہلے ہر سال آتے تھے۔ مگر پچھلے سال ۸۷-۸۸ء میں صرف ۶۵ جہاز آئے ہیں اور اس سال آج تک ۱۵ جہاز آئے ہیں تو یہ نقصان کن لوگوں کو ہو رہا ہے؟ ان لوگوں کو جو بیس ہزار غریب مزدور وہاں کام کرتے

ہیں اور لوکل بلوچستانی ہیں جن کا گذارہ اس شپ بریکنگ پر ہے مگر اس کو بڑے سنہرے طریقے سے سبوتاژ کیا جاتا ہے اور وہ نو سو میل دور بیٹھ کر کہتے ہیں کہ جناب چونکہ اتفاق فونڈری بہت ترقی یافتہ ہے اس نے ٹھیکا منگا لیا ہے اور وہ بجلی کے بل بھی نہیں دیتے ہیں میں واپڈا کا وزیر رہا ہوں مجھے پتہ ہے اور اس سے تو بلوچستان کو زیادہ نقصان ہو رہا ہے میں عرض کروں گا کہ ان چیزوں کا ازالہ ضرور کیا جائے ان چیزوں کے لئے عام ایم پی اے یہاں تقریر تو کر سکتا ہے مگر اس کی اسلام آباد تک پہنچ نہیں ہے کہ وہاں جا کر بات کر سکے مگر یہ تو حکومت کے توسط سے دوسرے صوبے کی حکومت کے ساتھ حکومت کی بات ہوتی ہے صوبائی حکومت اسلام آباد کی حکومت سے بات کرتی ہے ۔

جناب اسپیکر ! میں گذارش کروں گا کہ اس کے لئے تو میں نے کوئی کٹ موشن نہیں دیئے ہیں اور نہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور نہ اس بجٹ پر کوئی مزید بحث مباحثہ کی گنجائش ہے کیونکہ اخلاقی تقاضہ ۔ مجھے مجبور کرتا ہے ۔ کہ جو چیز میں نے پہلے خود پیش کی ہے اب اس کو تسلیم بھی کروں اور میں اس بجٹ کو تسلیم کرتا ہوں ۔ اون کرتا ہوں ۔ چاہے اس کو میری غلطی تسلیم کی جاتی ہے یا یہ صحیح ہے بہر حال یہ بجٹ اس صوبے کے لئے تھا میرا کوئی ذاتی بجٹ نہ تھا ۔ میں گذارش کروں گا کہ جو لوگ آج صاحب اقتدار ہیں ان کو میں نے پہلے ایک چھوٹی سی تجویز دی تھی کہ جو آپ کی جاری اسکیمیں ہیں ۔ آپ ان کو ترجیحی بنیاد پر مکمل کریں ان کو آگے بڑھائیں ہو سکتا ہے کہ ان اسکیموں سے کچھ فائدہ ہو جائے ۔

جناب والا ! یہاں پر سبی میلہ کا ذکر کیا گیا ہے میں تو اس کے متعلق کچھ زیادہ کہنے سے قاصر ہوں اور جب کہا گیا ہے کہ اسلام آباد میں چھ اشخاص کو شہید کیا گیا ہے اس لئے ان کے سوگ میں سبی میلہ سرکاری طور پر نہیں ہونا چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک اچھی روایت ہے مگر اس میں میرے لئے حیرانگی کی بات ضرور ہے کہ جس صوبے میں یہ واقعہ ہوا ہے اس صوبہ والے تو اپنا میلہ بڑی دھوم دھام سے منا رہے ہیں ۔ کیا

وہ وہاں کے لوگ نہیں تھے ؟ کیا لاہور کا میلہ سب سے اہم ہے ؟ ۔ جناب والا ! جب یہاں پر سبی میں میلہ نہیں ہو رہا ہے اس کے لئے تو ایک عام آدمی پورا سال محنت کرتا رہتا ہے وہ اپنے مال مویشی پالتے رہتے ہیں ۔ یہ محنت کر کے اس میلے سے ایک سال کی روزی کا لیتے تھے ۔ میلے میں تو اور کچھ نہیں ہے ۔ مال مویشی آتے ہیں کاروبار خرید و فروخت ہوتا ہے ۔ پنجاب اور سندھ سے لوگ آتے ہیں وہ ایک سال گذارہ کر سکتے ہیں ۔ آپ اگر سبی میلے میں سرکاری تقریبات ختم کر دیں تو ٹھیک ہے ہمارا صوبہ ہے ۔ اس سے ہماری بچت ہو جاتی ہے ۔

اور یہاں کی صوبائی حکومت سندھ کی حکومت سے بات کر سکتی ہے ۔ اس طرح بات ہوتی ہے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی حکومت سے گذارش کریں کہ جو عام آدمی ہے ۔ وہ اس صنعت میں ملوث ہے اس صنعت کی دیکھ بھال کی جائے شپ بریکنگ کی صنعت کو دیکھا جائے یہ اہم چیز تھی جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! اور بھی کئی اچھی چیزیں بلوچستان میں ہوئی ہیں ۔ جیسا کہ یہاں ممبر ایگزیکٹو بورڈ آف بینکس لائے گئے یہ یہاں پہلی مرتبہ ہوا ہے تاکہ جو بلوچستان کے مسائل ہیں ان کا یہاں پر ازالہ کیا جائے ۔ مجھے گذشتہ دنی یہ تجربہ ہوا ہے کہ ہمارے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی کراچی جانا ہوتا تھا ۔ اور جو ہمارے ممبر صاحبان ایسے ہوتے تھے ۔ کبھی کوئٹہ میں اور کبھی کراچی میں ہوتے تھے پھر میں نے ممبر ایگزیکٹو بورڈ بینک کو کہا کہ مہربانی کر کے آپ بلوچستان تشریف لائیے ۔ اور اپنے آپ کو یہاں مستقل طور پر رکھیئے ۔ تاکہ بنک کے جو مسائل ہیں وہ آپ کے سامنے آ سکیں اور آپ ان کی مدد فرمائیں ۔ میں آپ سے بھی گذارش کروں گا کہ جو تمام بنکوں کے ممبران ایگزیکٹو بورڈ ہیں وہ یہاں پر تشریف رکھیں اور پہلے رہنمائی کی صورت میں ان کی مدد کریں اور بعد میں مالی اعانت کی صورت میں مدد کریں ۔

جناب والا! پھر یہاں سپورٹس کا ذکر کیا گیا ہے جس دوست نے اس کا ذکر کیا تھا وہ یہاں نہیں بیٹھے ہیں۔ مجھے چیئرمین سپورٹس کمیٹی بننے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ کہ ہاکی وغیرہ کی سلیکشن کمیٹی کا چیئرمین بنتا۔ بہرحال وہ ایک ذمہ داری تھی جو دی گئی اس کو نبھایا۔

فٹ بال یقیناً بلوچستان کا کھیل رہا ہے بلوچستان نے کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں۔ کئی پاکستان میں فٹ بال ٹیم کے کپتان ہوئے کئی کسمپرسی کی حالت میں مر گئے۔

اور کچھ کسمپرسی کی حالت میں زندہ ہیں۔ ہم نے ان کے لئے بھی تجویز دی تھی کہ ان کے لئے سپورٹس فنڈ رکھا جائے۔ سرکاری طور پہ ایک ڈائریکٹر جنرل سپورٹس رکھیں۔ جیسا کہ پنجاب اور صوبہ سندھ وغیرہ میں ہے تاکہ اس صوبہ میں سپورٹس ترقی کرے۔ ہماری نوجوان نسل ہے وہ اپنا وقت کیفے جانا اور کیفے بلدیہ کی بجائے وہ کسی فٹ بال ہاکی، کرکٹ اور ٹینس کے میدان میں گزارے تاکہ ان کی نشو و نما بڑھے۔ اور کھیل کے میدان میں وقت صرف کر سکیں۔ کھیلوں کے لئے تو ہم نے اس صوبے میں کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ جتنا جلد ہو سکے اسٹیڈیم بنا دیں۔ ان کو سہولیات مہیا کریں تاکہ بچے کھیل کی طرف مائل ہوں اور کھیل کھیلیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب بھی موجودہ حکومت کھیل کی جو اسکیمیں تھیں ان کو آگے بڑھائے تاکہ سپورٹس سیکٹر آگے بڑھے جہاں تک نصیر آباد کے مسائل کا تعلق ہے۔ کچھ کا تو ذکر عمرانی صاحب نے کیا تھا۔ جس کا ذکر ہیں ہیر دین ڈرینج تھی اور پٹ فیڈر کا توسیعی منصوبہ تھا۔ یہاں پر سندھ کے پانی کا ذکر کیا گیا۔ میں اس کا دوبارہ ذکر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

ہیر دین ڈرینج فیز ٹو کی منظوری ۱۹۸۵ء میں دی گئی تھی۔ مگر چونکہ ۱۹۸۶ء ۱۹۸۷ء میں ہم لوگ حزب مخالف میں چلے گئے اور وہ پراجیکٹ وہیں پر حرج کیا گیا میں امید رکھتا ہوں کہ دوبارہ نئی حکومت آنے

کے بعد صوبائی حکومت مرکز سے بات کرے گی۔ کیونکہ ہیرڈین فیز ون کا جو سارا منصوبہ
ہے وہ صوبائی حکومت کے حوالے کیا ہوا ہے یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ ہیرڈین فیز ٹو کا منصوبہ
صوبائی حکومت چلائے گی یا مرکزی حکومت بہر حال یہ دونوں حکومتوں کے درمیان ہے
ویسے مجھے امید ہے کہ جو بھی چلائے گی اچھے طریقے سے چلائے گی۔

جناب اسپیکر! سیاست میں رسک اور گیمبل لینا پڑتا ہے۔ اگر آپ سیاست
میں رسک نہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیاست آگے چل ہی نہیں سکتی ہے۔ اور اس طرح
کبھی آپ کی پلاننگ صحیح ہوتی ہے اور کبھی صحیح نہیں ہوتی اور پھر کچھ ادوار میں کچھ
رسک ایسے تھے جو لوگوں نے لیے اور زندہ رہے اور دیکھنا نصیب نہ ہوا ایسی ذکر یہ ہوں افغانستان وہ حضرات جنہوں نے اس کیلئے دلکیلا رسک لیا
رسک لیا یعنی بیسوی صدی میں روس جیسی سپر پاور کے خلاف ایک مسلمان ملک کی آزادی
کیلئے یہ بات درست ہے کہ وہ دور مارشل لاء کا تھا۔ ایک رسک تھا جو انہوں نے لیا۔
اور پھر انہیں دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ مگر ان کی محنتیں اور کاوشیں بیسویں صدی میں لوگ یاد
رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ ان کی جو محنت تھی اسکے طفیل افغان مہاجرین اپنے ملک
کو واپس باعزت طریقے سے جا سکیں اور اپنے گھروں کو دوبارہ آباد کر سکیں یہ بات بیسوی
صدی کے معجزہ سے کم نہیں کہ ڈیڑھ لاکھ روسی فوج اس ملک سے واپس چلی جائے
جس ملک میں تو سال سے دس سال تک انکا قبضہ رہا ہو۔ اتفاق سے کل ایک اسٹیٹمنٹ پڑھ
رہا تھا یہ اسٹیٹمنٹ سابق وزیر اعظم جناب جونیجو صاحب کی تھی کہ جناب یہ مسلم لیگ کا کارنامہ
ہے میری مسلم لیگ سے کوئی دشمنی نہیں میرا تعلق اس سے رہا ہے تاہم محنت کسی اور
کی اور فائدہ میں اٹھاؤں۔ میں اس کی اس فلور پر مذمت کرتا ہوں۔ کیونکہ جب وہ آئے
تھے ایک نامور وزیر اعظم کی حیثیت سے انہیں الف۔ ب کا بھی پتہ نہیں تھا۔ کہ افغانستان
میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی پالیسی کیا ہے اور کس طریقے سے یہ مسئلہ حل ہوگا۔ جب پچھلے

سال یہ سارا معاملہ ہوا تھا اس وقت کے بھی مرحوم صدر ضیاء الحق کی ہدایت پر ہوا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اور ممالک بھی تھے۔ جن کا یہ کردار رہا تاکہ وہ اپنے ملک کو واپس جا سکیں گے۔ افغانستان جیسا مسلمان ملک جو دوبارہ آزاد ہو خدا کرے کہ وہ اپنی مرضی کی وہاں حکومت بنائیں۔ جس پر ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ایک مسلمان ملک اور اچھے پڑوسیوں کی طرح رہیں۔ مگر جن کی محنت ان کی آزادی میں تھی انہیں ہم آج خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ انہیں اپنی جنت میں جگہ دے کیونکہ ان کا کردار ان چیزوں میں بہت اونچا تھا۔ جناب اسپیکر ان چند گذارشات کے ساتھ میں آپ کا اور اس ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب اسپیکر! میر ظفر اللہ جمالی کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر کافی بحث ہو چکی اس کے لئے ہمارے پاس دو دن مزید ہیں اگر وزیر خزانہ یا قائد ایوان بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ اجلاس کل کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: معزز اراکین! اسمبلی کا اجلاس کل دن گیارہ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(ایک بجکر پچیس منٹ سہ پہر اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح یکشنبہ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۸۹ء تک کے لئے ملتوی ہو گیا)